اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلۡفَ اَلۡفِ مَرَّۃ

تربیۃ السالکین

کتاب: جادو اور شیاطین کے اثرات کا علاج

(حقیقت اور افسانے)

خطابات

شاہ محمد ندیم چشتی دامت برکاتہم العالیہ

اَلطَّرِیۡقَۃُ السِّرَاجِیَّۃُ الۡحَقَّانِیَّۃُ

خانقاہ عشقیہ محمدیہ

ویب سائیٹ:

www.muhammadiyah.info

برقی کتابت

سعدیہ عزیز سعدی صاحبہ

تحویلِ انشائی

سعدیہ عزیز سعدی صاحبہ

طاہر عباس صاحب

نظرِ ثانی

شاہ محمد ندیم چشتی دامت برکاتہم العالیہ

فہرست

بیان ۱: عاملین، اشتہارات اور علوم (اعداد و ساعات وغیرہ)....... 1

بیان ۲: علوم (جفر، تشخیص وغیرہ) 18

بیان ۳: جنات، مؤکلات، ہمزاد، پتھر، علوم اور ماسٹر حل........ 35

بیان ۴: جادو و شیاطین کی حقیقت اور علاج 54

بیان ۵: تعویذات اور علاج 71

بیان ۶: خود سے ہو جانے والے مسائل............................ 86

بیانات سننے کے لیے [یہاں کلک کریں]

بیان ۱: عاملین، اشتہارات اور علوم (اعداد و ساعات وغیرہ)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ، شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ، خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

عرصے سے مجھ پر دباؤ تھا کہ اِس موضوع کو چھیڑا جائے، اگرچہ یہ موضوع نازک ہے مگر آج کل کے حالات اور موجودہ دور کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے اس پر بات کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ آجکل معاشرے کے ہر دوسرے فرد کو یہ گمان ہے کہ اس پر جادو ٹونہ، تعویذ وغیرہ کروایا گیا ہے یا اس پر دیگر شیطانی اثرات موجود ہیں۔ اس چیز کو بنیاد بنا کر بہت سے لوگ اپنی دکانیں سجا کر بیٹھے ہیں اور اپنے اس گھناؤنے طرز عمل کو روحانیت و نوری علم کے دعویٰ کی آڑ میں کرتے ہیں، بڑے وثوق سے کہتے ہیں کہ وہ عین قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق کام کرتے ہیں مگر ان میں سے اکثر کا عمل بذاتِ خود ایک شیطانی عمل ہے۔ اس موضوع پر بات کرتے ہوئے ہم تین معاملات پر بات کریں گے۔

1. جب آپ ان لوگوں سے رجوع کرتے ہیں تو یہ آپ کو بتاتے ہیں کہ آپ پر جِن ہے یا کسی نے تعویز کروایا ہے۔ اللہ کی دی ہوئی توفیق سے میں نہ صرف وہ سارے طریقے بیان کروں گا، بلکہ اس کے اندر جو ابہام پیدا کرنے والی چیزیں ہیں وہ بھی بیان کروں گا۔ وہ طریقے جن کو استعمال نہیں کیا جا سکتا، ان شاء اللہ، آپ کے سامنے وہ بھی رکھوں گا، اور یہ بھی وضاحت کروں گا کہ ان طریقوں کے درست ہونے کا امکان کیوں

نہیں ہے، اور وہ طریقے بھی بیان کروں گا کہ جن کی مدد سے آپ اپنے گھروں میں خود تشخیص کر سکیں اور آپ کو کسی کے پاس جانے کی ضرورت باقی نہ رہے۔

2. اگر آپ تشخیص کر لیتے ہیں تو اس کا کیا علاج ہونا چاہیے، ان شاء اللہ، اس سے بھی آپ کو آگاہ کروں گا۔

3. بہت سے معاملات ایسے ہوتے ہیں جس میں کسی نے جادو وغیرہ کروایا نہیں ہوتا بلکہ ویسے ہی کچھ مشکلات ایسی آجاتی ہیں جو ہماری غلطیوں کا نتیجہ ہوتی ہیں، وہ کوتاہیاں کیا ہیں؟ ان شاء اللہ، اس پر بھی بات ہو گی۔

اس گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ ہماری تربیت اس نہج پر ہو جائے کہ ہم ان معاملات کے لیے دوسروں کی طرف نہ دوڑیں۔ اگر کوئی شخص واقعی روحانیت کا حامل ہے تو اس کے پاس محض اس لیے جائیں کہ وہ ہماری راہنمائی کرے کہ ہمارا تزکیہ کیسے ہو، ہمارا قلب کیسے مضبوط ہو اور ہم اچھے مسلمان کیسے بنیں۔ اس معاملے میں ہماری گفتگو، ان شاء اللہ، آپ کی اتنی تربیت کر دے گی کہ آپ اپنے اور اپنے گھر والوں کی خود تشخیص کر کے علاج کر سکیں گے۔

ہمارے گرد بے تحاشا لوگ ایسے ہیں جو جادو ٹونہ و شیطانی عملیات کو روحانیت اور اسلامی تعلیمات کے عین مطابق قرار دے کر لوگوں کو بے وقوف بنا رہے ہیں اور اپنی دکان چمکا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ بنیادی چیزیں ہیں کہ جس سے ہم پہچانیں کہ یہ بندہ جھوٹا ہے یا نہیں۔ میری اس گفتگو میں یہ دو اصطلاحات ہوں گی۔

1. ایک انسان جو واقعی اللہ کا بندہ ہے اور روحانی شخصیت رکھتا ہے، اسے ہم روحانی انسان ہی کہیں گے۔

2. ایک انسان وہ ہے کہ جو روحانیت کا دعویٰ تو کرتا ہے لیکن وہ اصل میں ایک عامل ہے اور اس کا روحانیت سے کسی طور تعلق نہیں ہے، وہ صرف عملیات سے واقف ہے۔ عملیات میں بھی دو امکانات ہیں؛ ایک یہ کہ وہ اسمائے الٰہی، آیاتِ قرآنی اور درود شریف سے عملیات کر رہا ہے، اور اس میں کہاں تک گنجائش ہے، اور دوسرے وہ عامل ہیں جو شیاطین کے پجاری ہیں اور عملیات کے نام پر جادو ٹونہ کر رہے ہیں۔

اس موضوع پر ہم سب سے پہلے تشخیص سے بات کرتے ہیں، تشخیص کے بعد علاج پر بات کریں گے، اور پھر یہ کہ بنا جادو ٹونے کے جو مشکلات ہم پر آتی ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

تشخیص پر بات کرنے سے قبل یہ پہچاننا بھی ضروری ہے کہ یہ بندہ ٹھیک ہے یا غلط۔ پہلی بات تو یہ کہ روحانی اشخاص، یعنی اللہ والوں کو، اشتہارات چھپوانے اور بانٹنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اللہ والا دعویٰ نہیں کرتا۔ اس انداز میں دعویٰ تو صحابۂ کرامؓ اور اولیائے کرامؒ نے بھی نہیں کیا جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ نمونے کے طور پر ایک اشتہار تھوڑا سا پڑھ دیتا ہوں۔

> جن بھوت، سحر، کالے جادو کا توڑ بذریعہ نوری علم کیا جاتا ہے۔ سر سے پاؤں تک ہر مرض کا علاج بذریعہ دَم کیا جاتا ہے۔ ہر قسم کا بخار، کالا یرقان، پیلا یرقان، ٹی بی، دمہ، شوگر وغیرہ۔۔۔

چھ سطروں کی بیماری کے ناموں کی ایک طویل فہرست کے بعد بھی پھر ایک اور طویل فہرست ہے، اور پھر لکھا ہے

> فالج، لقوہ، دل کا والو بند ہو جانا، دل کا بڑھ جانا وغیرہ وغیرہ۔۔۔ ہر

بیماری کا علاج تسلی بخش بذریعہ دَم کیا جاتا ہے۔ مایوس حضرات روحانی لہروں کے ذریعے ایک بار پھر خوشحال زندگی حاصل کریں، وغیرہ وغیرہ۔۔۔

فرض کریں کہ آپ ایک آدمی کے پاس چلے گئے ہیں تو اسے تھوڑا سا بغور دیکھیں، اس کی گفتگو کا جائزہ لیں، اگر وہ اپنے کمالات کے واقعات سنا رہا ہے تو سمجھ لیں آپ درست آدمی کے پاس نہیں آئے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ مَیں اپنے شیخ کے پاس بیٹھا تھا تو ایک عزیز جو اُن کے عقیدت مند تھے، وہ گھنٹہ پون گھنٹہ بیٹھے کہتے رہے کہ کسی کے ساتھ یہ ہوا تو انھوں نے فلاں چیز پڑھ لی، وہ ہوا تو یہ وظیفہ کر لیا، وغیرہ۔ اُن کے جانے کے بعد میں نے اپنے شیخ سے پوچھا "کیا اِن کو یہ گفتگو کرنی چاہیے تھی؟"، وہ فرمانے لگے "کیا کروں، میں سمجھاتا ہوں، سمجھتا ہی نہیں ہے، اپنی آخرت خود خراب کرتا ہے"۔

استاد تلقین کرسکتا ہے، سمجھا سکتا ہے، کسی وقت غصہ بھی کر سکتا ہے، لیکن اگر شاگرد نہیں مانتا تو وہ کیا کر سکتا ہے!

دعویٰ کرنے والا، اشتہار چھپوانے والا، اپنی واہ واہ سن کر خوش ہونے والا، ایسے شخص سے آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ اِسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہے کہ آپ کے کام کے پیسے لگیں گے تو وہ بھی جھوٹا ہے۔ کوئی ایسا شخص جس کا آپ نے علاج کیا اور آپ کے کمال سے نہیں، بلکہ اللہ کے فضل و کرم سے، وہ صحت یاب ہو گیا، تب وہ آپ کو ہدیہ پیش کر سکتا ہے، اِس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن جن لوگوں کے ہاں پہلے سے ریٹ فکس ہوتے ہیں کہ آپ کے کام کے اتنے پیسے لگیں گے یا مختلف شرائط جیسا کہ سیاہ رنگ کا بکرا ہونا چاہیے اور اس کا سینگ ایسا ہونا چاہیے، اس کے کان اور ٹانگیں فلاں قسم کی ہونی چاہیئیں، اس کی قربانی کے بعد ہی یہ مسئلہ حل ہوگا۔ آپ ذرا سوچیں، آپ اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے جا رہے

ہیں تو درمیان میں یہ چیزیں کہاں سے آگئیں جو شریعت نے طلب نہیں کیں۔

جو شخص آپ سے یہ کہے کہ مجھے زعفران، مُشک، مرمکی وغیرہ لا کر دو تو وہ بندہ بھی غلط ہے، جو شخص آپ کو کسی سلسلے میں کچھ بتائے اور آپ کے ذرا ہچکچانے پر آپ کو دھمکیاں دینے لگے وہ بھی غلط ہے، جو بندہ یہ کہے کہ یہ چونکہ کالا جادو ہے سو اس کا توڑ بھی کالے جادو سے ہو گا، وہ بھی غلط ہے۔

اگر کالا، پیلا، سفید، گلابی وغیرہ جادو کی اقسام ہیں، حالانکہ میں ان اقسام کو تسلیم نہیں کرتا کیونکہ جادو بس جادو ہے اور اس کا تعلق شیاطین کے ساتھ ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کے کلام میں، اسماء میں، درود شریف میں، اتنی قوت نہ ہو کہ علاج ہو سکے! استغفر اللہ!۔ ان جیسے لوگ کہتے ہیں کہ کالے جادو کے لیے کالا جادو ہی چاہیے، اگر آپ ان کی یہ بات تسلیم کر لیں تو گویا، معاذ اللہ، آپ قرآن، اسماء اور درود شریف سے انکار کر رہے ہیں۔

جادو کفر ہے اور جادو کروانے پر مان جانا بھی کفر ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا، جیسا کہ کچھ بزرگوں نے کہا ہے کہ جادو کرنے اور کروانے والا دونوں کافر ہیں، مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ یہ کفر ہے، چاہے آپ علاج کے لیے ہی جادو کا سہارا لے رہے ہوں۔

کچھ اور بنیادی باتیں آپ ضرور دیکھیں، مثال کے طور پر آپ دیکھ رہے ہیں کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے اور وہ نماز ادا کرنے کے لیے نہیں اٹھا تو وہ سچا نہیں ہو سکتا۔ دین کی تعلیمات کی روشنی میں آپ اس کے حلیے، گفتگو سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ آیا وہ دین کی تعلیمات پر عمل کر رہا ہے یا نہیں، اگر وہ اُن پر پورا نہیں اتر رہا تو وہ بندہ جھوٹا ہے۔

تشخیص کے لیے ہمارے ہاں لوگ مختلف علوم و فنون استعمال کرتے ہیں۔ گو کہ تشخیص کے جو طریقے استعمال میں ہیں، میں وہ بیان کروں گا، مگر ذاتی طور پر میں تشخیص کے حق میں نہیں ہوں، اس کی وجہ میں بیان کر دیتا ہوں۔ فرض کریں آپ کہتے ہیں "مجھے شبہ ہے کہ مجھ پر کسی نے جادو کروایا ہے" اور آپ مجھ سے تشخیص کرنے کا کہتے ہیں، میں تشخیص کر کے کہتا ہوں کہ ہاں جی جادو ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اب آپ علاج کرانا چاہیں گے۔ میں آپ کو کہتا ہوں کہ فلاں سورۃ روز پڑھا کریں، فلاں آیت کا دم کر لیا کریں، اس سے آپ کو علم ہو جاتا ہے کہ جو بات میں نے آپ کو بتائی ہے وہ قرآن و سنت کے عین مطابق ہے۔ فرض کریں اب تشخیص کرتے وقت علم ہوتا ہے کہ جادو کا اثر نہیں ہے تو آپ کو علاج کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا موقوف یہ ہے کہ اگر آپ کو شبہ ہے تو آپ جادو کے توڑ کی تسبیح پڑھیں، جادو ہونے کی صورت میں کلام کی برکت سے، ان شاء اللہ، ٹھیک ہو جائے گا، اور اگر جادو نہیں ہے تو آپ نے اللہ کا کلام ہی پڑھا ہے، اس سے آپ کو ثواب تو ہو گا، کچھ روحانی فائدہ تو ہو گا، آپ کے نامۂ اعمال میں تسبیح پڑھنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ مگر ہم تو چاہتے ہیں کہ تشخیص ہو اور اس کے بعد علاج شروع ہو، اگر جادو ہو تو ہم تسبیحات پڑھیں، بصورت دیگر نہ پڑھیں۔ اِس منطق کے پیشِ نظر تشخیص کے جتنے بھی طریقے ہیں، میں اُن کو پسند نہیں کرتا۔

اس کے باوجود اگر آپ تشخیص کروانا چاہتے ہیں تو میں تمام طریقے آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں، اس میں کیا غلط ہے کیا درست ہے، وہ بھی بیان کر دیتا ہوں تا کہ آپ اِن لوگوں کے ہاتھوں بیوقوف نہ بنیں۔ یہ طریقے جن علوم پر قائم ہیں وہ علم الاعداد، علم الساعات، رمل و نجوم وغیرہ ہیں، کچھ لوگ علم الجفر کے استعمال کا بھی دعوی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کا دعوی ہے کہ یہ روحانی علوم ہیں۔ میں علوم کے ساتھ ساتھ اِن کی

روحانیت بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں تا کہ آپ کو علم ہو جائے کہ یہ روحانی علوم ہیں یا نہیں۔

سب سے پہلے ثبوت کے طور پر میں نے ایک علم پر کام کیا[أ]۔ علم الاعداد کی مدد سے تشخیص کے لیے میں نے کمپیوٹر پر ایک سپریڈ شِیٹ تیار کی ہے جس کی مدد سے کمپیوٹر آپ کو حساب لگا کر بتا دیتا ہے کہ آپ پر جادو ہے یا نہیں، جن ہے یا نہیں؟ میرا سوال یہ ہے کہ یہ کیسا روحانی علم ہے کہ جس کا سافٹ وئیر بن سکتا ہے؟

علم الاعداد سے تشخیص کے تین درجے بتائے جاتے ہیں۔ پہلے درجے کا ذکر کرتا ہوں۔ اس میں آپ کا اور آپ کی والدہ کا نام پوچھا جاتا ہے، آپ کے نام کا عدد نکالا جاتا ہے، اور پھر آپ کی والدہ کے نام کا عدد نکالا جاتا ہے۔ عدد نکالنے کے اعداد مقرر ہیں، "ا" کا عدد یہ ہے، "ب" کا عدد یہ ہے، "ج" کا عدد یہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ترتیب "ابجد، ہوز، حطی۔۔۔ " کے انداز میں ہے اور کس نے یہ اعداد مقرر کیے ہیں؟ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اب میرا نام ندیم ہے اور اس کا عدد ہمیشہ ایک ہی نکلے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ آج عدد چار نکلے اور کل چھ نکل آئے۔

میرے نام ندیم میں "ن"، "د"، "ی" اور "م" ہیں، اور ان کی ترتیب کچھ بھی ہو، عدد ایک ہی رہے گا۔ مثال کے طور پر ندیم اور مدین کا عدد ایک ہی ہو گا کیونکہ وہی چار حرورف ہیں اور ترتیب بدلنے سے قطعی فرق نہیں پڑتا۔ اب آپ کے نام کا عدد ہمیشہ ایک رہے گا اور اسی طرح آپ کی والدہ کے نام کا عدد ہمیشہ ایک ہی رہے گا۔

اب آپ ایک عامل کے پاس جاتے ہیں، اپنا نام اور اپنی والدہ کا نام بتاتے

[أ] اسی طرح کا کام دوسرے علوم پر بھی ہو سکتا ہے۔

ہیں، پھر اگر بدھ کے روز وہاں بیٹھے ہیں تو وہ عامل بدھ کا عدد نکال کر ان کو جمع کرے گا۔ اِس کے بعد ایک حسابی کلیہ استعمال کرے گا جو مَیں اس لیے نہیں بتا رہا کہ یہ ثابت ہو جانے کے باوجود کہ یہ طریقہ غلط ہے، لوگ استعمال کرنا نہ شروع کر دیں۔

میرے نام کا عدد، میری والدہ کے نام کا عدد، اور بدھ کے دن کا عدد جمع کرنے سے ہر بدھ کو ایک ہی عدد آئے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ اگلے بدھ کو عدد تبدیل ہو جائے۔ فرض کریں کہ اگر حسابی کلیہ ہے کہ تین پر تقسیم کرنا ہے یا چار پر تقسیم کرنا ہے یا جذر تربیعي (Square Root) لینا ہے، جو بھی کرنا ہو، وہ بھی ہر بدھ کو ایک ہی آئے گا۔

میں نے درجہ اول کی ترکیب کے مطابق یہ شیٹ تیار کی تو اب مجھے یہ کون بتائے گا کہ "ندیم" استعمال کرنا ہے، "محمد ندیم" استعمال کرنا ہے، "ندیم کھوکھر" استعمال کرنا ہے یا "محمد ندیم کھوکھر" استعمال کرنا ہے کیونکہ اِس تبدیلی سے اعداد بدل سکتے ہیں۔ چلیں ہم اس بحث کو چھوڑ دیتے ہیں۔ کمپیوٹر کی ترتیب دی ہوئی اِس سپریڈ شیٹ کے مطابق، ہر پیر کو مجھے اندرونی بخار ہو جاتا ہے، ہر منگل کو بخار ختم ہو کر مجھے خلل آسیب ہوتا ہے، ہر بدھ کو آسیب ختم ہو کر جسمانی مرض ہوجاتا ہے، ہر جمعرات و جمعہ و ہفتہ مجھے پھر اندرونی بخار ہو جاتا ہے، اور اتوار کو یہ بخار ختم ہو کر مجھ پر خلل آسیب آ جاتا ہے یعنی ان ساتوں دن مجھ پر جادو کبھی بھی نہیں آتا، یعنی بابا جی کمپیوٹر کے مطابق، جادو کا اثر مجھ پر زندگی میں کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ اِس مقام پر ایک سوال اٹھتا ہے، اگر مجھے ہر پیر کو اندرونی بخار ہو جانا ہے اور منگل کو ختم ہوکر خلل آسیب ہو جانا ہے تو پھر مجھے علاج کی کیا ضرورت ہے؟ میں علاج کیوں کرواؤں؟

ایک بہت مشہور عامل، جو پیشے کے اعتبار سے عامل نہیں ہیں، وہ اپنی طرف سے بہت خلوص کے ساتھ عوام کی مفت خدمت کر رہے ہیں۔ یہ صاحب دوسرے شہر سے ہیں اور ایڈوکیٹ ہیں۔ میری ان سے اِس مسئلے پر "ایم ایس این چَیٹ" ہوئی، وہ ایک پڑھے لکھے انسان ہیں، ان کے شاگردوں میں اساتذہ، انجینئر، وکلاء اور ڈاکٹرز شامل ہیں۔ میں نے ان سے کہا "اگر مجھ پر جادو آنا ہے تو ہر پیر کو مجھ پر جادو آئے گا"، وہ صاحب غصہ کھا گئے، کہنے لگے "آپ ہر دفعہ پیر ہی کو کیوں چیک کرتے ہیں؟"، میں نے ان سے کہا "حضرت، میرے دفتر میں پیر کو چھٹی ہوتی ہے سو میں آپ کے پاس ہر پیر کو ہی آؤں گا اور ہر پیر کو جادو ہی نکلے گا اور تشخیص کے اِس طریقے کے مطابق تو وہ کبھی ٹھیک نہیں ہو گا"۔ ان کو بڑا غصہ آیا، کہنے لگے "آپ اپنی تصویر اَپ کریں"، میں نے تصویر اَپ کر دی، اللہ کی رحمت و قدرت دیکھیں کہ میرے سب دوستوں کو میری تصویر دکھائی دے رہی تھی لیکن اُن کو نظر نہیں آئی۔ اللہ نے اُن کی آنکھوں اور دماغ پر ایسا پردہ ڈالا کہ انہیں تصویر دکھائی ہی نہ دی۔ کہنے لگے "آپ نے تصویر اَپ نہیں کی"، میں نے جواباً کہا " پانچ منٹ قبل ہی اَپ ہو چکی ہے"۔ انہوں نے دوبارہ کرنے کو کہا، میں نے دوبارہ کر دی، قربان جائیں اُس ذاتِ باری تعالٰی پر کہ دوسری بار بھی انہیں تصویر نظر نہیں آئی۔ یقیناً ان کے دل میں تصویر کو دیکھ کر کچھ کرنے کا خیال آیا ہو گا اور اللہ نے تصویر اُن کی نظر سے پوشیدہ کر دی، اس کے بعد انہوں نے مجھ سے بات کرنا بند کر دی۔

میں تلاش میں رہا کہ اِس علم کی کیا حقیقت ہے، اس دوران مجھے ایک اور شخص ملا جس نے مجھے کہا اس علم کے دو درجات اور بھی ہیں۔ میں نے کہا "ضرور بتائیں"، اُس نے کہا "تاریخ بھی شامل کریں"، میں نے کہا "بسم اللہ"۔ اللہ کے فضل سے میں نے ایک سافٹ وئیر بنایا اور اس پر نام، تاریخ اور دن لکھ دیتا ہوں تو وہ خود ہی سارا حساب لگا کر مجھے بتا دیتا ہے۔

میں نے ۱۱ سے ۱۷ اگست تک کی تاریخ ڈال کر پیر، منگل، بدھ، جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور اتوار کا دن بھی درج کر دیا، اسی طرح میں نے ندیم، محمد ندیم، ندیم کھوکھر اور محمد ندیم کھوکھر کے نام سے حساب لگایا ہے۔ نتیجہ کے مطابق گیارہ اگست بروز پیر مجھے جسمانی مرض ہوگیا تھا، بارہ، تیرہ اور چودہ اگست کو اندرونی بخار، پندرہ کو جسمانی مرض اور سولہ کو خلل آسیب اور سترہ کو بھی مجھے جسمانی مرض ہوگیا تھا۔ معلوم یہ ہوا کہ پیر کو مجھے جسمانی مرض تھا، میں جتنا مرضی علاج کرواتا منگل کو اس نے لازماً ختم ہو جانا تھا کیونکہ منگل کو مجھ پر اندرونی بخار نے حملہ کرنا تھا، اندرونی بخار نے تین دن رہ کر پھر مرض نے واپس آنا تھا۔ میں علاج نہ بھی کرتا تو یہ مرض ہفتے کو ختم ہو کر آسیب میں ڈھل جانا تھا، میں آسیب کا علاج نہ بھی کرواتا تو اتوار کو خود بہ خود اس نے ختم ہو جانا تھا۔ اب مجھے بتائیں کہ علاج کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے ان کے سامنے یہ پوری بات رکھ دی۔ وہ کہنے لگے "نہیں سر جی! اس کا ایک تیسرا درجہ بھی ہے"، میں نے کہا "بسم اللہ، آپ بیان کریں"[أ]۔ وہ کہنے لگے "مریض کا سوال بھی درج کریں"، میں نے اُن سے کہا "فرض کریں کہ میں آپ کے پاس آتا ہوں اور کہتا ہوں 'میری طبیعت ٹھیک نہیں رہتی، ڈاکٹرز نے ٹیسٹ کروانے کو کہا، وہ بھی کروائے، سب ٹیسٹ نارمل ہیں، آپ دیکھیں کہ کیا مسئلہ ہے؟'"۔ میں نے تواریخ میں یہ سوال بھی شامل کر دیا مگر نتیجہ کچھ ویسا ہی رہا[ب]۔ میں نے

[أ] یہ وہ عامل ہیں جو پڑھے لکھے اور نفیس لوگ ہیں، جو تشخیص کے لیے علوم استعمال کرتے ہیں لیکن علاج اسماء، آیات، اور درود سے کرتے ہیں۔ ان کا ذہن علوم پر اتنا قید ہو چکا ہے کہ وہ کچھ سمجھنے کو تیار ہی نہیں۔

[ب] تینوں درجے کی تشخیص کی یہ مثال درج ہے۔

ان سے کہا "جب ہر مرض کے بعد مجھے خود ہی آرام آ جانا ہے تو مجھے کیا ضرورت ہے علاج کی؟"۔

اللہ معاف کرے! یہ طریقے تشخیص کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں؟ پھر کہتے ہیں کہ یہ روحانی علم ہے! یہ کیسی روحانیت ہے کہ ایک مشین جس کا اپنا دماغ نہیں، وہ سب حساب لگا لے۔ اللہ ایسے لوگوں کے شر سے بچائے جو دین و روحانیت کے نام پر ایسی خرافات معاشرے میں پھیلا رہے ہیں، آمین۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ ایک علم ہے تو میں اسے ایک غلط علم ضرور مانوں گا اور اگر اسے روحانیت کا نام دیا جائے گا تو پھر گڑبڑ ہے۔ آج کل تو ویب سائٹس بن چکی ہیں، "آئیے روحانی علم سیکھیے، تین ہزار داخلہ

- تشخیص بذریعہ علم الاعداد درجہ اول۔ پیر: اندرونی بخار، منگل: خلل آسیب، بدھ: جسمانی مرض، جمعرات: اندرونی بخار، جمعہ: اندرونی بخار، ہفتہ: اندرونی بخار، اتوار: خلل آسیب۔
- تشخیص بذریعہ علم الاعداد درجہ دوم (تشخیص کا آغاز تاریخ 11/08/2014 سے کیا گیا)۔ پیر: جسمانی مرض، منگل: اندرونی بخار، بدھ: اندرونی بخار، جمعرات: اندرونی بخار، جمعہ: جسمانی مرض، ہفتہ: خلل آسیب، اتوار : جسمانی مرض۔
- تشخیص بذریعہ علم الاعداد درجہ سوم (سوال: میری طبیعت ٹھیک نہیں رہتی، ڈاکٹروں کو دکھایا ہے، تمام ٹیسٹ نارمل ہیں، چیک کریں کیا مسئلہ ہے؟ تشخیص کا آغاز تاریخ 11/08/2014 سے کیا گیا)۔ پیر: اندرونی بخار، منگل: جسمانی مرض، بدھ: سحر جادو، جمعرات: جسمانی مرض، جمعہ: جسمانی مرض، ہفتہ: اندرونی بخار، اتوار: جسمانی مرض۔

فیس، پانچ سو ماہانہ فیس اور علم الاعداد کا چھ ماہ کا کورس"، لاحول ولا قوۃ الا باللہ! کیا یہ روحانیت ہے؟

دوسرا طریقہ علم الساعات کا استعمال کیا جاتا ہے، میں نے اس کا سافٹ وئیر نہیں بنایا لیکن میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اس میں بھی ایسی ہی بات ہے۔

علم النجوم کی بات کرتے ہیں، اس کے سافٹ وئیرز تو پوری دنیا نے بنا لیے ہیں، اب آپ کون سا علمِ نجوم استعمال کریں گے؟ چائینز علمِ نجوم الگ ہے، انڈین علمِ نجوم الگ ہے، جاپانی علمِ نجوم الگ ہے، کائرو کا علمِ نجوم الگ ہے، اب اگر یہ نجوم، ستاروں کی چال وغیرہ روحانی علوم ہیں تو بھئی یہ تو سافٹ وئیرز بن گئے ہیں، یہ کونسی روحانیت ہے؟ آپ نے ایسی باتیں سنی ہوں گی کہ آپ کا ستارہ مریخ کے گھر میں ہے۔ اللہ نے ستارے کی چال کا نظام بہت متوازن رکھا ہے، زمین نے سورج کے گرد کتنی دیر میں گردش پوری کرنی ہے ، یہ مقرر ہے، زمین نے اپنے گرد کتنے وقت میں گردش پوری کرنی ہے، یہ مقرر ہے۔ اگر میرا ستارہ مریخ کے گھر میں داخل ہوا ہے اور اس کی چال کی رفتار ایسی ہے کہ اسے دو ماہ لگیں گے مریخ کے گھر سے نکلنے میں تو مجھے بتائیے میں دو ماہ تک علاج کیوں کرواؤں؟ کیونکہ دو ماہ اس نے مریخ کے گھر میں رہنا ہے اور میں نے مشکلات میں گھرے رہنا ہے، میں کس چیز کا علاج کرواؤں؟ اس کی رفتار، اس کی چال، سب مقرر ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے دو ماہ رہنا ہے اور آپ یہ کہیں کہ ہم علاج کروائیں، اور کالا بکرا، سفید سینگ وغیرہ مانگیں، لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

علم الرمل استعمال کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ علم حضرت دانیالؑ کو بطور معجزہ عطا کیا گیا تھا۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ یہ علم واقعی انہیں عطا کیا گیا تھا تو اب جتنا عرصہ آپؑ کو ہوا دنیا سے تشریف لے گئے،

یہ کون بتائے گا کہ یہ علم اُسی حالت میں قائم ہے جیسے ان کو عطا کیا گیا تھا؟ جو علم اللہ نے انؑ کو معجزے کے طور پر عطا کیا تھا، وہ آج پانچ سو روپے ماہوار پر سکھایا جارہا ہے، یہ کیسا نبیؑ کا معجزہ ہے؟

میں نے رمل کی ایک مستند کتاب تلاش کی اور شَغل میں اپنی بیگم کو دی کہ آپ پڑھیے۔ تقریباً دو گھنٹے بعد وہ حساب لگا کر مجھے دکھا رہی تھیں کہ یہ ہو گا اور وہ ہوگا، یہ روحانی علم ہے؟ کہ ایک خاتونِ خانہ دو گھنٹے میں حساب لگا کر آپ کو دکھا رہی ہیں؟ میرا سوال ہے کہ کیا ایک کتابچے سے روحانی علم سیکھا جا سکتا ہے؟

ہمارے بزرگوں نے اپنی زندگیاں لگا ڈالیں تذکیہ کی خاطر ، قلوب کو مضبوط کرنے کی خاطر، ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے، نوافل میں مشغول رہے، قرآن کی تلاوت میں مشغول رہے، قرآن کا فہم حاصل کرنے میں مصروف رہے، قرآن کے مطابق لوگوں کی تعلیم و تربیت کا بیڑہ اٹھایا، حکمت سیکھنے اور سکھانے میں مصروف رہے، اوریہاں روحانی علوم کتابچے سے سیکھے جا رہے ہیں! پانچ سو روپے میں سیکھے جا رہے ہیں! کیا یہ وہ روحانی علم ہے جس سے آپ تشخیص چاہتے ہیں؟ یہ علوم و فنون تو ہو سکتے ہیں مگر ان کا روحانیت اور دین سے کوئی تعلق نہیں، اِن پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ ایک ثبوت میں نےآپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اسی طرح باقی کو بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر علم الجفر[أ] کی بات کرتے ہیں، جسے امام جعفر صادقؒ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اگر یہ واقعی اُن سے ہے، تو جو اِس وقت جو علم الجفر سکھایا جا رہا ہے، کیا یہ وہی علم الجفر ہے جو اصل تھا (اگر تھا)؟ میں نے علم الجفر کا بھی سافٹ وئیر دیکھا ہے۔ اگر یہ واقعی کوئی علم ہے، تو اب تو اس کا بھی سافٹ وئیر بن چکا ہے۔ لوگ

[أ] علم الجفر پر آگے چل کر مزید تفصیل سے گفتگو ہو گی۔

آپ کا اسم اعظم بتاتے ہیں، اس کا سافٹ وئیر بھی انٹرنیٹ پر پڑا ہے، خود ہی نکال لیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس ہم بیوقوف بننے جاتے ہیں، یہ ہمارے ایمان سے کھیل رہے ہیں، اِن سے دور رہنا ضروری ہے۔ آپ سے یہ کوئی ایسی بات کہیں جس سے آپ کو واضح محسوس ہو کہ اس کا دینِ اسلام کی تعلیمات کے ساتھ ٹکراؤ ہے تو اپنا ایمان بچائیں اور ان سے دور رہیں۔ آپ کے ذہن میں یہ وہم نہ پیدا ہو کہ آپ اتنے عرصے سے بیمار ہیں اور ٹھیک نہیں ہو رہے، حالانکہ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ درست معالج کے پاس نہیں گئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر بیماری پرانی ہو تو اسے ٹھیک ہونے میں کچھ وقت تو لگتا ہے، اب کوئی بٹن تو نہیں کہ اسکو بند کر دیں اور سب کچھ ٹھیک ہو جائے۔ ایسا ہو بھی سکتا ہے، کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ایک رات میں ٹھیک ہوئے ہیں، ایک دفعہ کے ورد سے ہی ٹھیک ہو گئے، یہ اللہ کا خاص کرم ہوتا ہے کہ جس سے وہ فیضیاب ہوتے ہیں، لیکن ایک کلیہ اور اصول ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وقت لگتا ہے۔

اسی طرح ایک علم "حاضرات" کا بھی ہے۔ ہمارے یہاں لوگوں کے ایمان سے کھیلنے کے لیے ایک سے ایک بڑھ کر طریقے استعمال میں ہیں۔ حاضرات میں یہ کہا جاتا ہے کہ جنات کو بلا کر تشخیص کریں گے، مؤکلات مرض بتائیں گے، کچھ لوگوں کی دیدہ دلیری دیکھیں کہ وہ بڑے بزرگوں کے نام لے کر کہتے ہیں کہ ہم اُن کی روح کو بلا کر پوچھیں گے۔ جو شخص ایسا دعویٰ کرے کہ وہ جنات، مؤکلات یا بزرگوں کی ارواح کے ذریعے تشخیص کر کے علاج کرتے ہیں تو آپ اس کے قریب سے بھی نہ گزریں۔ صحیح روحانی شخصیات کے نزدیک جنات کو قابو کرنا ظلم ہے، وہ ایک مخلوق ہے اور آپ اسے اپنے قابو میں کر کے قید کر رہے ہیں۔ اگر میں آپ کو قید کروں اور زبردستی کام کرواؤں تو آپ کیا کریں گے؟ آپ کی پہلی کوشش

ہو گی کہ آپ کسی طرح آزاد ہو جائیں اور آزاد ہونے کے بعد میرا کوئی ایسا نقصان ضرور کریں کہ میں ساری عمر یاد رکھوں، دوسرا کام آپ یہ کریں گے کہ میرے کاموں میں ایسی خرابی پیدا کریں کہ مجھے علم بھی نہ ہو کہ یہ کام آپ نے خراب کیا ہے۔ ایسے دعوے کرنے والے لوگوں کے گھروں کا جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ ان کے گھر نہیں بستے، ان کی حالت ہمیشہ خراب ہوتی ہے، آپ سے بے شک ہزاروں روپے لے رہے ہوں گے لیکن ان کے چہروں پر پھٹکار برس رہی ہو گی۔ میں جتنی روحانی شخصیات سے ملا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ جنات اور مؤکلات جھوٹ بولتے ہیں، آپ نے ایک مخلوق کو قید کر رکھا ہے اور اسے ایک کام کے متعلق پوچھتے ہیں تو وہ جانتے ہوئے بھی آپ کو غلط بتائے گا کیونکہ وہ غصے اور تکلیف میں ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ اشرف المخلوقات ہم ہیں، جنات نہیں، اِس لیے وہ ہمیں کیا بتائیں گے؟ آپ حضرت سلیمان علیہ السلام کا قصہ پڑھیں، جن نے کیا کہا تھا؟ کتنی دیر میں تخت لاؤں گا؟ اور ایک انسان جس کو اللہ نے کتاب کا علم دیا تھا، اسکا کیا جواب تھا؟

روحانی شخصیات کی قوت جنات سے کہیں سے زیادہ ہوتی ہے، ان کے سامنے جن کی کوئی حیثیت نہیں، میں یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہم جنات سے خوامخواہ ڈرتے ہیں حالانکہ جن ہم سے ڈرتے ہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم اشرف المخلوقات ہیں۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو اتنا نیچ اور پست کر لیا ہے کہ جنات ہم پر حاوی ہو جاتے ہیں ورنہ کسی جن کی جرأت نہیں کہ وہ انسان کو ہاتھ بھی لگا جائے۔

ایک قریبی دوست کہنے لگے "میری بچی کے لیے دعا کریں کہ وہ اپنے

گھرواپس چلی جائے، اس کے میاں نے اپنی ماں کی باتوں میں آ کر اسے مارا ہے اور گھر سے نکال دیا ہے "، مجھے کہنے لگے "گاؤں میں ایک آدمی ہے جو جنات کی مدد سے حساب لگاتا ہے، ہم نے اس سے پوچھا ہے تو اس نے بتایا کہ اس کی ساس نے بہت سخت عمل کروایا ہے"۔ میں نے ان کی بات سن کر ان سے پوچھا "جب آپ رشتہ کرنے لگے تھے تو آپ نے استخارہ کیا تھا؟"، وہ کہنے لگے "استخارہ تو نہیں کیا"، میں نے کہا "جب دین نے ہماری راہنمائی کے لیے ایک طریقہ دیا ہے تو ہمیں وہ استعمال کرنا چاہیے تا کہ بہتر فیصلہ ہو سکے، یہ بتائیں کہ بچی کی ساس کیسے کردار کی مالک ہے؟"، انہوں نے کہا "شروع سے ایسی ہی بد زبان ہے، بد اخلاق ہے، گالی گلوچ سے نیچے تو بات نہیں کرتی، پنجابی میں کہتے ہیں ہَتھ چُھٹ ہے، بات بات پر ہاتھ اٹھاتی ہے"، میں نے عرض کی "آپ کو شادی سے قبل ہی علم تھا کہ وہ عورت ایسی ہے، اب شادی کے بعد وہ یہی سب کچھ کر رہی ہے تو وہ شخص کہتا ہے کہ عمل کروایا ہے؟ کیا آپ کو یہ سب کچھ پہلے نظر نہیں آتا تھا؟ انسان جب اپنی بچیوں کے شادی بیاہ کی بات چلاتا ہے تو سب سے پہلے ماحول، والدین، اُن کی عادات کو دیکھتا ہے، بچے یا بچی کی طبیعت بعد میں دیکھی جاتی ہے۔ اس میں عمل کہاں سے آ گیا؟ آپ نے یہ سب مدِ نظر کیوں نہیں رکھا؟"، کہنے لگے "ذات برادری کا معاملہ آڑے آ گیا تھا"۔ "**لاحول ولا قوۃ الا باللہ!** یہ کیسا معاملہ ہے کہ دین فراموش کر کے آپ برادری کے جال میں پھنس گئے؟" میں نے سوال کیا مگر وہ میری بات سمجھنے کی بجائے اسی جن والے بابے سے حساب لگوانے کا کہنے لگے تو میں خاموش ہو گیا۔

تشخیص کا معاملہ ہو یا علاج کا، بہت سے لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ ہمیں سورۃ الفاتحۃ پڑھنے کے لیے کہا گیا تھا لیکن اس سے افاقہ نہیں ہوا، اس کی اصل وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ قرآن

تجوید کے ساتھ پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ قرآن کہتا ہے "قلوب" تو "قلب" دل ہے، مگر "کلب" کا مطلب کُتّا ہے، فرق اتنا ہلکا ہے کہ ذرا سی غلطی مطلب کیا سے کیا بنا دیتے ہے۔ قرآن کہے "قلوب" اور آپ پڑھتے رہیں "کلوب" اور توقع کریں کہ روحانی فائدہ ہو؟ نماز میں الھمد پڑھیں تو کچھ اور مطلب ہے، الحمد پڑھیں تو مطلب کچھ اور ہو جاتا ہے۔ آپ اب قرآن غلط پڑھے جائیں، وظیفے کیے جائیں، تو اثر کیسے ہو گا؟

ایک امام مسجد جو کہ حافظِ قرآن ہے لیکن قرآن تجوید کے ساتھ نہیں پڑھا[أ] تو خود تو غلط پڑھ ہی رہا ہے بلکہ جماعت بھی غلط کرا رہا ہے۔ کسی نے مجھ سے کہا "میں فلاں سورۃ پڑھتا ہوں مگر پھر بھی بیمار رہتا ہوں"، میں نے ان سے کہا "آپ سورۃ پڑھنا چھوڑ دیں"، یقین کیجیے وہ بندہ ٹھیک ہو گیا۔ عام طور پر اگر یہ بات کہی جائے تو بہت گستاخانہ بات ہے لیکن مجھے علم تھا کہ وہ غلط پڑھ رہے ہیں۔ جب تک تلفظ درست نہیں ہے، آپ کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ آپ ٹھیک ہو جائیں گے؟ آپ پر وظیفہ کیسے اثر کرے گا؟ روحانی ثمرات کے لیے ضروری ہے کہ آپ قرآن کو درست انداز میں پڑھیں، ہاں اگر قدرتی طور پر ایک چیز نہیں ہو رہی تو اس کے بارے میں اللہ بہتر جانتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے، مجھے علم نہیں ہے کہ اس میں کتنی حقیقت ہے لیکن منسوب یہی ہے[ب]، "س" اور "ش" والا معاملہ تھا۔ ایک چیز قدرتی ایسی ہے تو اللہ جانتا ہے، البتہ ایک چیز آپ کو معلوم ہے کہ آپ درست نہیں پڑھ رہے تو آپ کو

[أ] ہم بہت سے ایسے حفاظ سے مل چکے ہیں جن کا تلفظ درست نہیں، اللہ اُن پر رحم فرمائے اور انہیں قرآن سیکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

[ب] ہم نے تحقیق کی ہے اور اس واقعے کو جھوٹ پایا ہے۔

کوشش کرنی چاہیے کہ اسے درست کریں اور اگر آپ درستگی کی کوشش نہیں کر رہے اور مسلسل غلط ہی پڑھ رہے ہیں تو زیادہ امید نہ رکھیں۔

اللہ ہم سب کو ہدایت نصیب کرے، آمین۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ، سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی اٰلِہٖ، وَاَصْحَابِہٖ، وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ، بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

بیان ۲: علوم (جفر، تشخیص وغیرہ)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ، شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ، خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

لاہور سے ہمارے ایک عزیز نے سوال کیا ہے، اُس کا جواب دینا لازم ہے۔ میں نے یہ بیان کیا تھا کہ اگر آپ قرآن کو تجوید کے ساتھ نہیں پڑھتے تو قرآن کے روحانی ثمرات آپ کو حاصل نہیں ہو سکتے، اس لیے ضروری ہے کہ آپ قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھنا سیکھنے کے بعد تلاوت اور دیگر قرآنی آیات اور تسبیحات کریں۔ ہمارے اس عزیز نے سوال کیا ہے "اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری نیتوں سے واقف ہیں، اس لیے اگر قرآن غلط بھی پڑھا گیا ہے تو اُس کے روحانی ثمرات ہمیں کیوں حاصل نہیں ہوں گے؟ "۔

اگر ہم پر یہ حقیقت عیاں ہے کہ ہم قرآن کو درست انداز سے نہیں پڑھ رہے اور ہم اپنے تلفظ کو درست کرنے کے لیے اصلاح لے رہے ہیں تو بات سمجھ میں آتی ہے کہ جب تک تلفظ درست نہیں ہو جاتا تب تک کچھ صحیح پڑھا جائے گا اور کچھ غلط، لیکن اگر تلفظ درست کرنے کی طرف کوئی توجہ نہیں، اصلاح کی کوشش نہ ہو اور خود کو مطمئن کرنے کے لیے یہ جواز پیش کریں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری نیتوں سے واقف ہے یہ ایسے ہی ہے ہے جیسے اللہ کی رحمت کو بنیاد بنا کر گناہوں سے لِتھڑتے جانا۔ بے شک اللہ رحیم بھی ہے اور کریم بھی اُسی کی صفت ہے، لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ جبار و قہار بھی اُسی پروردگار کی صفات ہیں۔ میرا نظریہ یہ ہے کہ جب تک آپ قرآن کی مکمل اصلاح نہیں لیتے تب تک آپ قرآن پڑھنے کے بجائے سننے کو ترجیح دیں، تلاوت سننے سے آپ کا تلفظ بہتر ہو جائے گا۔ چونکہ نماز فرائض میں شامل ہے، اس لیے آپ نماز پڑھنا ترک نہیں کر سکتے، سو وہ پڑھتے رہیں لیکن قرآن پڑھنے کی بجائے تب تک سننے کی کوشش کریں۔ ہمارے لیے اصلاح لینا آسان ہے کیونکہ ذہنی طور پر جب انسان باشعور اور فہم رکھنے والا ہو جاتا ہے تو اس کے لیے قرآن سیکھنا بہت سہل ہو جاتا ہے، اُسے صرف یہ سمجھانا ہوتا ہے کہ کس حرف کے لیے زبان کہاں اور کس طرح لگائی جائے، جبکہ بچوں کو بار بار مشق کروانا پڑتی ہے۔

عملیات کا ذکر کرتے ہوئے میں نے علم ا لجفر کی نفی کی تھی۔ ہمارے کچھ دوستوں کا سوال ہے کہ علم الجفر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے اور سینہ بہ سینہ چلتا ہوا حضرت امام جعفر صادقؒ کو حاصل ہوا۔ علم الجفر کا ذکر مشائخؒ کی کُتب میں بھی درج ہے سو میں اس کی نفی کیسے کرسکتا ہوں؟ اپنی بات کی وضاحت کرنے کے لیے علم الجفر کا مزید تھوڑا سا تذکرہ کرنا چاہوں گا۔ علم الجفر اعداد و

شمار پر مشتمل ہے، ان اعداد و شمار میں ایک اصطلاح استعمال کی جاتی ہے جسے مستحصلہ کہا جاتا ہے۔ میرا نقطہ یہ ہے کہ ایسے تمام علوم جن کا تعلق حساب کتاب سے ہے، اُن کو ہم روحانی علوم میں شمار نہیں کر سکتے۔ مجھے ایک کمپوٹر سافٹ وئیر کے متعلق بڑی دلچسپ بات معلوم ہوئی کہ یہ سافٹ وئیر علم الجفر کے مستحصلہ تیتیس مختلف کُلیوں سے تیار کر کے دے دیتا ہے۔ میرا نظریہ ہے کہ اگر اِسے علم الجفر کہتے ہیں تو، نعوذباللہ، جو پوشیدہ و روحانی علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا وہ ایک کمپیوٹر سے معلوم ہو جاتا ہے۔ میرا دل یہ بات تسلیم کرنے پر مائل نہیں ہے کہ یہ علم جو حضرت علی رضی اللہ عنہ و اہل بیتؒ، صحابۂ کرامؓ یا آئمۂ کرامؒ سے منسوب ہے، اسے آج ہمارا کمپیوٹر کیلکولیٹ کر دیتا ہے، یہ علم اُن کی بڑائی سے زیادہ اُن کی شان میں گستاخی ہے۔ ایک دوست نے میرے اس سوال کا جواب کچھ یوں دیا کہ حساب پر مستحصلہ کا جو پورا رزلٹ سامنے آتا ہے وہ رزلٹ حساب کی بنیاد پر ہے لیکن اس رزلٹ میں سے اصل معاملے کو تلاش کرنا روحانیت ہے۔ وہ علم الجفر جس کا تذکرہ مشائخؒ نے کیا ہے، میں وہ بھی بیان کروں گا، مگر پہلے رائج طریق کو دیکھتے ہیں۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ حساب کے بعد مستحصلہ کا جو نتیجہ سامنے آتا ہے اُس میں سے اصل چیز کو دریافت کرنا روحانیت ہے، اُسکے لیے روحانی قوت درکار ہے۔ اب فرض کریں آپ کسی روحانی مسئلے کا شکار ہیں یا روحانی کمزوری آپ کو لاحق ہے جیسا کہ یہ جاننا کہ آپ کے نفس و قلب کی موجودہ حالت کیا ہے؟

میں موجودہ دور میں اپنے حلقے کے ایسے افراد کو بھی جانتا ہوں جو آنکھیں بند کر کے اللہ کے اسماء کا ذکر کرتے ہیں تو مطلوبہ شخص کے اندر کا حال اُن پر منکشف ہو جاتا ہے، دَم کرتے ہوئے انسان کی اندرونی

حالت عیاں ہو جاتی ہے، میرا سوال یہ ہے کہ ہم جیسے کوتاہیوں اور گناہوں سے بھرے ہوئے لوگ، جن کی نماز بھی صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی نہیں، جِن کے روزے بھی صحابہؓ جیسے نہیں ہیں، اللہ اپنی رحمت سے نوازتے ہوئے ہم جیسے لوگوں کو ایسی قوت عطا کر دیتا ہے کہ ہمیں کسی حساب کی ضرورت نہیں پڑتی تو مجھے بتائیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حساب پر مبنی علم کی ضرورت پیش آئے گی؟ چاہے حساب کے بعد روحانی قوت سے ہی نتیجہ نکالا جائے، سوچنے کی ضرورت ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کی روحانی قوت کا تذکرہ بے شمار لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کو ایسی روحانی اور کشفی طاقت سے نوازا تھا کہ کبھی کبھی وہ اپنے سامنے بیٹھے شخص کے ایمان کے معیار سے آشنا ہو جایا کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان رہا کرتے تھے۔ انہوں نے اللہ سے گِڑ گِڑا کر دعا مانگی "یااللہ مجھے لوگوں کی اس حالت کو دیکھ کر بہت اذیت پہنچتی ہے، مجھ سے اپنی یہ عطا واپس لے لے"۔ امام ابو حنیفہؒ کو روحانیت کا یہ درجہ حاصل ہےتو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روحانیت کے لیے حساب کرنا پڑے گا؟ میرے نزدیک یہ نہایت گستاخانہ بات ہے۔ ہم جیسے ناپختہ نمازوں اور روزوں والے لوگوں کو اگر یہ قوت مل جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روحانی قوت کا عالم کیا ہو گا؟ کیا ان کو حساب کتاب کی ضرورت پڑے گی؟ ایک واقعہ کہ ہمارے حلقے میں موجود ایک صاحب سے ایک صاحب دم کروانے آئے تو دم کرتے ہوئے انہیں اُس شخص کے چہرے پر ایک لمحے کو بھیڑیے کا چہرہ نظر آیا، اب ہمیں تو یہ قوت ملے اور حضرت علیؓ کو حساب کی حاجت ہو! یہاں ایک بات یاد رکھیں، یہ ضروری نہیں کہ یہ قوت ہمیشہ حاصل رہے، جب اللہ کا اِذن ہو گا تب ہی حاصل ہو گی۔

میں ایک بات بڑی ذمہ داری سے عرض کر رہا ہوں کہ میں صاحبِ کشف انسان نہیں ہوں، لیکن اللہ کے فضل و کرم سے اُس دور سے گزرا ضرور ہوں۔ میں اپنی ذاتی کیفیت بہت کم بیان کرتا ہوں لیکن آج آپ سے موضوع کی مناسبت کی وجہ سے عرض کر رہا ہوں، جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اس کیفیت سے نوازا تھا، استخارہ کرنے کے لیے مجھے نہ تو نفل پڑھنے پڑتے تھے اور نہ ہی دعا مانگنی پڑتی تھی، اور دوسروں سے استخارہ کروانے پر وہی جواب آتا تھا۔ مجھ جیسے شخص کو اللہ یہ روحانی قوت عطا کر دے تو ذرا غور کیجیے کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حساب کتاب کی ضرورت پڑے گی؟ اسی لیے، میں تو سمجھتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسی بات منسوب کرنا گستاخی ہے۔ مشائخؒ نے جس علم الجفر کا ذکر کیا ہے، وہ اصل روحانی علم ہے، جس میں حساب کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی، باقاعدہ جدول بنا کر اعداد و شمار کی ترتیب میں سے جواب نکالنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ میرے نزدیک مشائخؒ نے جس علم الجفر کا ذکر کیا ہے، وہ یہ ہے کہ اسماء الٰہی میں سے کس اسم کا ورد کیا جائے تو اللہ، عام طور پر (اللہ پر لازم نہیں)، کیا روحانی قوت عطا کرتا ہے، کس کے لیے کس اسم کا ورد مناسب رہے گا، قرآن کی کون سی آیت یا سورۃ کا ورد مناسب رہے گا، میرے نزدیک یہ اصل علم الجفر ہے، جس سے واقعی اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت حاصل ہوتی ہے، روحانی علوم حاصل ہوتے ہیں۔ اللہ کے ۹۹ اسماء میں ایسے اسماء موجود ہیں جن کا کثرت سے ورد کیا جائے تو اللہ، عام طور پر (اللہ پر لازم نہیں)، ہمیں ایسی قوت سے نواز دیتا ہے کہ اگر سائل آ جائے اور وہ اپنا مسئلہ بیان کرے تو آپ کا دل بتا دیتا ہے کہ اس پر واقعی کوئی اثرات ہیں یا نہیں، جن ہے یا نہیں ہے، جادو ہے یا نہیں ہے، مگر اس روحانی قوت کو حاصل کرنے کی بھی کچھ شرائط ہوتی ہیں جیسے انسان نمازی و پرہیزگار ہو، صفائی کا خیال رکھتا ہو ،شرعی و بنیادی فرائض و واجبات پورا کرتا ہو، وغیرہ۔

تشخیص کے لیے مزید تفصیلات میں اپنی بات کو بیان کرنے کے لیے ایک چھوٹا سا کانسیپٹ سمجھتے ہیں۔ دَم ایک ایسی چیز ہے جسے تمام مکاتبِ فکر تسلیم کرتے ہیں، قرآن کی کسی آیت کو پڑھ کر بندے پر پھونک دینا، دَم شدہ پانی دینا، سب تسلیم کرتے ہیں۔ ایک چیز ہمارے مشائخؒ، ہمارے حلقے کے احباب اور ہمارے تجربات میں آئی ہے کہ ایک آدمی جو بلاناغہ قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے اور دوسرا وہ آدمی ہے جو مہینوں بعد قرآن پاک کھولتا ہے، روزانہ قرآن کی تلاوت کرنے والے آدمی کے دَم میں زیادہ روحانی قوت ہوتی ہے بہ نسبت اُس آدمی کے جو مہینوں بعد قرآن پڑھتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو قرآن بالکل نہیں پڑھتا، نماز کا قطعی اہتمام نہیں کرتا، روزے سے اُسے کوئی سروکار نہیں، دینی معاملات سے اُسے کوئی رغبت نہیں، اگر وہ مسلسل کسی کلام کا وِرد کرتا رہے اور دَم کرے تو اس کا بھی کوئی خاص اثر نہیں ہوتا۔ یوں سمجھ لیں کہ جو ثمرات اس شخص کو کوئی ورد ایک ہزار مرتبہ کرنے سے ہوتے ہیں وہ ایک باعمل انسان کو شائد دس مرتبہ کرنے سے حاصل ہو جائیں۔

اب تک علوم کی حقیقت آپ پر منکشف ہو چکی ہے، اب میں تشخیص کے مزید طریقے آپ کے سامنے کھول کر بیان کرتا ہوں۔ پہلا طریقہ تسبیح سے متعلق ہے۔

ایک طریقہ یہ ہے کہ تسبیح کو سِرے سے پکڑ لیا جاتا ہے اور کچھ اوراد پڑھے جاتے ہیں۔ یہاں میں انکا ذکر کرتا ہوں جو شریعت کی حدود میں ہیں، جیسے سورۃ الفاتحۃ، کا ورد کرتے کرتے جب "اھدنا الصراط المستقیم" تک پہنچیں گے تو تسبیح کو سرے سے پکڑے ہوئے وہ "اھدنا الصراط المستقیم" کی تکرار کرتے جائیں گے۔ تکرار کرتے ہوئے ایک وقت آئے گا جب تسبیح

آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہلنے لگے گی۔ اگر دائیں بائیں ہلنے لگے تو اس کا مطلب نفی جبکہ اگے پیچھے کا مطلب اثبات کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سورۃ الفاتحۃ کا چالیس دن تک ایک خاص وقت اور خاص تعداد میں ذکر کرنے سے درست نتائج حاصل ہوتے ہیں۔ چلیں دو منٹ کے لے اس پر سوچتے ہیں، میں نے تسبیح کو اِس کے امام سے بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا ہے لیکن میں نے کوئی ورد نہیں کیا، اس کے باوجود تسبیح ہلنے لگ گئی ہے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ تسبیح کو ہلانے کے بجائے جب نظروں کو اس کے نچلے حصے پر مرکوز کیا جائے اور نگاہیں دائیں بائیں ہلائیں گے تو ہمارے جسمانی نظام کے تحت تسبیح خود بہ خود دائیں بائیں ہلنے لگے گی، اسی طرح نگاہیں آگے پیچھے ہلائیں گے تو تسبیح بھی آگے پیچھے ہلنے لگے گی[أ]۔ اب تھوڑی دیر کے لیے ہم یہ مان لیں کہ سورۃالفاتحۃ کا ورد کرنے سے ہمیں درست فیصلہ کرنے میں آسانی ہو سکتی ہے۔ میں یہ عمل کرتا ہوں تو میرے ذہنی و قلبی رجحان کو مد نظر رکھتے ہوئے مجھے جواب ملے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میرا رجحان نظر سے منعکس ہو گا، یعنی میرے ذاتی رجحان کی بنا پر تسبیح ہلے گی۔ میں اس طریقے سے انکار کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں، ہاں البتہ میں اس طریقے کو پسند نہیں کرتا اوریہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ طریقے اپنے لیے استعمال نہیں کرنا چاہئیے کہ اس پہ ذاتی رجحانات کا اثر ہو سکتا ہے، اگر کرنا ہی ہو تو کوئی دوسرا اس عمل کو آپ کے لئے کرے اور اس نے سورۃ الفاتحہ کا عمل مکمل کیا ہو، واللہ اعلم۔

چیزوں کو پَرکھنے کے دو طریقے ہیں، ایک طریقہ یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ حضور پاک ﷺ نے یا آپؐ کے صحابہؓ نے یہ عمل اپنی حیاتِ

[أ] کچھ لوگ بطور استخارہ بھی تسبیح والا عمل کرتے ہیں۔

مبارکہ میں کیا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کیا تو پھر دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یہ کام شریعت سے متصادم تو نہیں ہے۔ دونوں صورتوں میں اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اب کچھ ایسی باتیں جو قرآن، حدیث، اقوالِ صحابہؓ سے تو ثابت نہیں ہیں، مگر تجربات سے ثابت ہیں وہ شریعت کے عین مطابق ہیں۔ مثال کے طور پر ایک چمچ میں پانی ڈالیں، ایک دفعہ سورۃ الفاتحۃ، ایک دفعہ آیت الکرسی، سات دفعہ سورۃ الاخلاص، پانچ دفعہ سورۃ الفلق، چھ بار سورۃ الناس اور ایک بار درودِ ابراہیمی پڑھا جائے اور مطلوبہ شخص کو کہا جائے کہ اس ایک چمچ کے پانی کو تین گھونٹ میں چائے کی چسکی کی طرح پیے۔ اگر پانی کا ذائقہ نمکین یا کھارا محسوس ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر جن یا آسیب کا سایہ ہے، اگر ذائقہ میٹھا یا کڑوا لگے تو اس کا مطلب ہے کہ اس پر جادو کیا گیا ہے، اور اگر ذائقہ عام پانی جیسا پھیکا لگے تو اس کا مطلب ہے کہ اسے کوئی بیماری یا وہم ہے۔ میں اس طریقے کے درست و غلط ہونے پر بات نہیں کرتا، ہاں البتہ مختلف لوگوں اور تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ یہ درست نتیجہ دیتا ہے حالانکہ یہ طریقہ نہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی صحابۂ کرام رضوان اللہ اجمعین سے، لیکن اس میں ایسی کوئی چیز نہیں پڑھی جا رہی جو غیر شرعی ہو (یہاں بھی یہ بات اہم ہے کہ یہ سب کرنے والا با عمل ہونا چاہئے اور فرائض و واجبات کی ادائیگی میں خلوص نیت سے کوشش کرتا ہو)۔

ایک اور طریقہ جو قرآن و سنت سے ثابت نہیں لیکن اس کے نتائج اکثر درست پائے گئے ہیں۔ مریض اور معالج دونوں سفید لباس پہن کر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ جائیں، مریض کا چہرہ شمال کی جانب ہو، اب معالج مریض کے سر پر اپنا دایاں ہاتھ رکھے، "بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ" پڑھ کر سات دفعہ درود شریف اور ایک سو ایک دفعہ "لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا

بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" پڑھے اور پھر سات دفعہ درود شریف پڑھے۔ مریض کو اپنا سر یا گردن کا پچھلا حصہ بھاری محسوس ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پر آسیب کا سایہ ہے، اگر مریض کو اپنا سر ہلکا پھلکا محسوس ہو تو اس کا مطلب ہے جادو یا سحر کیا گیا ہے اور اگر مریض کسی قسم کی تبدیلی محسوس نہ کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مریض کسی بیماری کا شکار ہے یا وہم میں مبتلا ہے۔ اس طریقۂ تشخیص پر مجھے کچھ تحفظات ہیں، جیسے مریض کا چہرہ شمال کی جانب ہی کیوں کیا گیا؟ سفید کپڑے ہی کیوں پہنے گئے؟ آمنے سامنے کیوں بیٹھا جائے؟ سوالات اٹھتے ہیں، لیکن یہ طریقہ اس لیے عرض کر دیا کہ اس میں کچھ غیر شرعی نہیں اگر مرد کسی غیر محرم عورت کے ساتھ یہ عمل نہ کرے۔

ایک اور طریقہ ہے جس میں قمیض بڑی یا چھوٹی پائی جاتی ہے۔کہا جاتا ہے کہ مریض چاہے مرد ہو یا عورت، رات کو قمیض اسطرح پہنے کہ جسم اور قمیض کے درمیان کوئی چیز نہ موجود ہو اور آرام سے سو جائے۔ صبح اُس قمیض، دوپٹہ، شلوار یا مرد کی پگڑی[أ] کی لمبائی ناپی جائے، اس کپڑے پر سات دفعہ درود شریف، ستر بار سورۃ الفاتحۃ اور پھر درود شریف سات بار پڑھ کر دوبارہ ناپی جائے، قمیض کی لمبائی بڑھ جائے تو آسیبی اثرات، چھوٹی ہو جائے تو سحر و جادو اور اگر قمیض برابر ہے تو وہم یا جسمانی بیماری لاحق ہے۔ آپ کپڑے کی بجائے پورے جسم کی پیمائش بھی لے سکتے ہیں، اس کے علاوہ دھاگے سے قد ناپ لیا جاتا ہے، دھاگہ پیشانی تک آجاتا ہے یا قد سے بڑا ہو جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ میں ان میں سے کسی بھی طریقۂ تشخیص کا حامی نہیں ہوں لیکن

[أ] قمیض بہتر ہے کیونکہ وہ ساری رات پہنی جاتی ہے۔

چونکہ اس میں کوئی غیر شرعی بات نہیں ہے اس لیے یہ طریقے بیان کر دیے ہیں۔

آئیے اب ان میں سے ایک طریقہ، جس میں سورۃ الفاتحۃ کو ستر بار پڑھا جاتا ہے، کو دیکھتے ہیں۔ اس طریقہ پر دو سوال اٹھتے ہیں:

سوال: اس طریقہ میں ستر بار سورۃ الفاتحۃ کا عمل ہے مگر ہمارے یہاں حضرات قمیض ناپ کر نتیجہ نصف منٹ میں ہی بتا دیتے ہیں۔ یہ کیسے ہوتا ہے؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص کثرت سے سورۃ الفاتحۃ پڑھتا ہو اس کے ایک دفعہ پڑھنے سے ہی کام ہوجاتا ہے اور اسکو ستر بار پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

سوال: قمیضیں کیسے چھوٹی بڑی ہوجاتی ہیں؟

جواب: اس بات کو میری عقل بھی تسلیم نہیں کرتی کہ تین فٹ کی قمیض کیسے ایک ڈیڑھ انچ کم یا زیادہ ہو سکتی ہے، مگر آنکھوں سے دیکھا ہے، سو کچھ کہنے سے قاصر ہوں۔

قمیضوں سے متعلق اور بھی بہت سے طریقے ہیں، جیسے منزل سے یا جیسے سورۃ الفاتحۃ تین بار، آیت الکرسی تین بار، سورۃ الصافات کی پہلی گیارہ آیات، سورۃ الجن کی پہلی چار آیات، سورۃ الفلق ایک بار اور سورۃ الناس ایک بار پڑھیں اور قمیض کو ناپ لیں۔ مگر یہاں میں نے صرف ایک بیان کیا ہے۔ میں آپ کو ایک نہایت آسان بات بتاتا ہوں جس سے آپ کو ان طریقوں کی بھی ضرورت پیش نہیں پڑے گی۔ آپ ایسی محفل میں تشریف لے جائیں جہاں ذکر باالجہر ہو رہا ہو، لوگ بلند آواز میں "لا الہ الا اللہ" یا "اللہ اکبر" یا کوئی اورورد کر رہے ہوں تو اگر آپ پر اثرات ہوں اور آپ بے

چینی محسوس کریں، آپ کو الجھن ہونے لگے گی، آپ کی گھبراہٹ بڑھتی جائے یا گھر میں اگر آپ آڈیو پر تلاوت سنیں تب بھی آپ کا دل مضطرب ہو جائے تو آپ سمجھ جائیں کہ کہیں کوئی گڑ بڑ ضرور ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ آسیبی اثرات کی وجہ سے گھبراہٹ ہو، یہ الجھن ہمارے نفس کی مضبوطی اور ایمان کی کمزوری کے باعث بھی ہو سکتی ہے، اوراس صورت میں بھی علاج لازم ہے۔

موجودہ دور میں کثرت سے ایسے گھرانے موجود ہیں جن میں سارا دن انگریزی و ہندی چینلز لگے رہتے ہیں، ہندی چینلز میں ڈراموں کے اندر بُت دکھائے جاتے ہیں، بھجن گائے جاتے ہیں، مندروں کی گھنٹیاں بجائی جاتی ہیں، اسکے منفی اثرات ماحول پر مرتب ہوتے ہیں۔ بطور مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ قرآن پڑھنے سے ہمیں تو روحانی ثمرات حاصل ہوتے ہی ہیں، لیکن ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اگر ہم با آوازِ بلند قرآن پڑھیں تو گھر میں برکت خوشبو کی مانند پھیل جاتی ہے۔آپ سوچیں، اگر قرآن کی آڈیو لگائی جائے یا پڑھا جائے تو اس کے روحانی اثرات ماحول میں پھیلتے ہیں، تو اگر گھر میں سارا دن بھجن گونجتے ہوں اور کلیسا کی گھنٹیاں بج رہی ہوں تو کیا اس کے منفی اثرات مرتب نہیں ہوں گے؟ اِسی طرح اگر آپ فحش گفتگو پر مبنی پروگرام سن رہے ہیں تو اس کے بھی اثرات لازم ہوں گے۔

اسی سے متعلق ایک خواب یاد آ گیا جو کسی صاحب نے بیان کیا تھا کہ دروازے پر حضور پاک ﷺ بہ نفس نفیس تشریف لائے ہیں لیکن آپ ﷺ سے آگے دروازے پر دو ہندو پُجاری کھڑے ہیں۔ اُن صاحب نے حضور پاک ﷺ سے کہا کہ "آپؐ باہر کیوں کھڑے ہیں، اندر تشریف لائیں" تو آپؐ نےفرمایا "میں اندر کیسے آؤں، یہ دونوں میرا راستہ روکے کھڑے ہیں"۔ میں اس بحث میں نہیں پڑتا کہ خواب سچا ہے یا جھوٹا، کیونکہ

بحث طویل ہو جائے گی۔ میں نے اُن صاحب سے پوچھا کہ اپنے گھر کا بغور جائزہ لیں، کہیں گھر میں بھجنوں والے ڈرامے سارا دن تو نہیں دیکھے جاتے؟ اور قرآن پاک کی تلاوت اور تسبیحات اس حد تک کم ہیں کہ اُن کے بد اثرات کو ختم نہیں کیا جا سکتا، ایسی صورت میں ٹی وی بند کر کے ایک گھنٹہ آپ سورۃ البقرۃ کی تلاوت لگا لیں تو آپ کو الجھن اور پریشانی لاحق ہو جائے گی۔ اگر میں نے پانچ وقت کی نماز ادا کر لی ہے لیکن اس کے علاوہ میں سارا وقت خرافات میں پڑا رہوں تو میں نے کون سا بڑا کام کر لیا؟ ایک فرض ہی تو ادا کیا ہے؟

ہماری ایک عزیزہ ہیں، اُن کو میں نے "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" کی تسبیح بعد از نمازِ عشاء پڑھنے کی تلقین کی۔ دو ہفتے بعد اُن کے شوہر سے بات ہوئی تو میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ بیگم نے ایک دن یہ تسبیح پڑھی تھی اس کے بعد انہوں نے یہ ارادہ ترک کر دیا کیونکہ بقول اُن کے اُن کو سخت گھبراہٹ نے گھیر لیا تھا[أ]۔ قصہ مختصر کہ یہ ضروری نہیں کہ جنات و آسیب کی ہی شکایت ہو بلکہ مسئلہ ایمان کی کمزوری بھی ہوسکتا ہے۔ ایسی صورتحال میں نفس کی شورش کو کم کرنے کے لیے تسبیحات و نیک اعمال کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

یہاں دو نقطے سامنے آتے ہیں؛ ایک تو یہ کہ آپ کسی صاحب کے پاس گئے، انہوں نے جادو ٹونہ تشخیص کیا اور پڑھنے کے لیے ایک تسبیح دے دی، جادو ہونے کی صورت میں تسبیح کی برکت سے وہ ختم ہو گیا۔ دوسرا یہ کہ آپ جس صاحب کے پاس گئے، انہوں نے تشخیص کرنے کی بجائے آپ کو ایک تسبیح پڑھنے کو دی، اب اگر جادو ہوا تو ختم ہو جائے

[أ] حالانکہ اُن کو تسبیح کا ورد کرنے کی اور زیادہ ضرورت تھی۔

گا اور نہ ہوا تب بھی آپ کو تسبیح پڑھنے کا ثواب تو حاصل ہو گا۔ میرے خیال میں دوسرا نقطہ بہتر ہے۔ اگر تشخیص کرنی ہی پڑ جائے تو میں ذاتی طور پر اس حق میں ہوں کہ قرآن پاک کی تلاوت اور اسماء الٰہی کا ورد اس کثرت کے ساتھ کیا جائے کہ آپ کا دل خود بہ خود تشخیص کر دے۔ یہ بات میرے مشاہدے میں آئی ہے کہ کسی روحانی مریض کو آبِ زم زم پلایا جائے تو وہ نہیں پیتا، اسی طرح آپ ایک سادہ پانی کا گلاس لے کر "لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" پڑھ کر پھونک دیں اور پانی پی لیں، افاقہ محسوس ہو گا۔

میرے پاس ایک شخص آیا، میں نے اس کو ایک دعا سات بار پڑھ کر پانی مریض کو پلانے کی ہدایت کی اور تاکید کی کہ مریض کو نہ بتایا جائے۔ اُن صاحب نے ایسا ہی کیا اور مریض کو پانی پینے کے لیے کہا تو اُس کی آواز بدل گئی اور قہقہہ لگا کر وہ بولا "اب تُو زبردستی مجھے پانی پلائے گا، میں یہ پانی نہیں پیوں گا"۔ اُنہوں نے مجھے بتایا اور پوچھا کہ اب کیا کرنا چاہیے، میں نے اُن سے کہا کہ اب پتا چل گیا ہے اور اب علاج کرنا ہے۔ اگر تشخیص بہت ہی ضروری ہو جائے تو ہم سات دفعہ دعا پڑھکر پانی پلا دیتے ہیں، اگر جسمانی رویے میں بدلاؤ آ جائے، گالیاں دینے لگے، چیخیں مارنے لگے، تو آپ جان لیں گے کہ واقعی مسئلہ ہے۔ اللہ کے کلام کو پانی پر دَم کرنے سے مریض کے جسمانی رویے میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے، اس لیے قمیضیں چھوٹی بڑی ہونا، دھاگے کا چھوٹا بڑا ہونا، یہ سب بے معنی باتیں ہیں، جبکہ پانی کا کڑوا، میٹھا یا کھارے ہونے والے معاملہ کو میں اس لیے خاموشی اختیار کرتا ہوں کہ وہ شریعت کے دائرے میں رہ کر کلام اللہ پڑھا جاتا ہے، جبکہ میرا ذاتی رجحان تشخیص نہ کرنے کی طرف ہے۔

اب فرض کریں آپ کسی کے پاس جاتے ہیں اوروہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کے رزق پر بندش کروا دی گئی ہے۔ یہاں ایک ادنیٰ سا سوال ہے، مجھے بتائیے رزق دینے کا وعدہ کس نے کیا؟ رزق عطا کرنا کس کے دائرۂ اختیار میں ہے؟ بےشک یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اب مجھے بتائیے کہ کس میں اتنی جرأت ہے کہ اُس رزق پر بندش لگا سکے جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے؟ جسے عطا کرنے کی قُدرت صرف اللہ کے اختیار میں ہے؟ جادو کا عمل دخل ہمارے معاشرے میں ہے اور اگر آپ کے رزق میں کہیں رکاوٹ درپیش ہے تو اس میں بھی اللہ کا اِذن شامل ہے کیونکہ اللہ چاہتا تو یہ جادو آپ پر حاوی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس میں دو باتیں ہو سکتی ہیں؛ ایک یہ کہ کیا ہم نے ایسا کوئی ناپسندیدہ عمل تو نہیں کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جادو کے اثرات سے ہماری حفاظت نہیں کی؟ ان حالات میں انسان پر لازم ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے۔ دوسرا یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ ہمارا امتحان لے رہا ہے، ایسی صورت میں سجدے میں گِر کر اللہ سے رو رو کر معافی طلب کریں، اُس کی رضا طلب کریں، صدقہ خیرات کریں، ان شاء اللہ فضل و کرم ہو جائے گا۔

قصہ مختصر یہ کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے یا نہیں، آپ آسیب کا شکار ہیں یا نہیں، ہر صورت میں آپ کے پاس واحد حل اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے، اُس کی بارگاہ میں گِریہ و زاری کے ساتھ سربسجود رہنا ہے، اُس سے استغفار طلب کرنا ہے اور اللہ سے اِس مشکل سے نکل جانے کی التماس کرنا ہے۔ اس کے لیے اگر آپ قرآن کی کچھ آیات پڑھ رہے ہیں یا احادیث سے ثابت دعائیں پڑھ رہے ہیں تو یہ بہت اچھی بات ہے، اور اگر آپ ایسا کلام پڑھ رہے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں لیکن وہ کلام اللہ اور احادیث سے متصادم نہیں ہے اور اس کا خالصتاً مطلب توحید

ہے، تو بھی ٹھیک ہے۔ مثال کے طور پر میرا علم بہت محدود ہے لیکن جتنا پڑھا ہے قرآن و حدیث میں سے کہیں میں نے دعا "اَللّٰہُ حَافِظِی اَللّٰہُ نَاصِرِی اَللّٰہُ نَاظِرِی اَللّٰہُ مَعِی فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظاً صلے وَّ ھُوَ اَرحَمُ الرَّاحِمِیْن" نہیں پڑھی مگر اس کا ترجمہ پڑھنے سے مطلب واضح ہو جاتا ہے کہ آپ نے اللہ کو اپنا محافظ بنایا ہے، اسماء الٰہی کا ذکر کریں تو اُس میں آپ "یا رحیمُ" پڑھتے ہیں، یعنی "اے اللہ ! مجھ پر رحم کر"، "یا کریمُ" پڑھتے ہیں، یعنی "اے اللہ! مجھ پر کرم کر"۔ ان سب باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم اپنا علاج خود کر سکتے ہیں۔

بعض دفعہ ہم ایسے کفریہ کلمات کہہ جاتے ہیں کہ جس سے بعض اوقات تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کی بھی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ آج کل یہ روش عام ہے کہ گانے والے ایسے گانے گاتے ہیں جن میں کفریہ کلمات پائے جاتے ہیں، ہماری نوجوان نسل ان گانوں پر جھوم رہی ہوتی ہے، اُسے زبانِ زدِ عام کیا جاتا ہے، جبکہ حقیقت میں ہم کفر کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ایک ایسا ہی گانا یونیورسٹی و کالجز کے بچے بچیاں گا رہے تھے تو جب میں اُن کو یہ گاتے دیکھتا تو میرے دل کو بہت رنج پہنچتا۔ ایک بچی نے میرے پوچھنے پر کہا "یہ فقط ایک گانا ہے اور ہمارا اس پر ایمان نہیں ہے"، یہاں وضاحت کرتا چلوں کہ حدیث کے اعتبار سے ایمان کے تین جزو ہیں؛ پہلا زبان سے اقرار کرنا، دوسرا دل سے تسلیم کرنا اور تیسرا عمل سے ثابت کرنا ہے۔ آپ یہ کفریہ گیت گائیں گے تو چاہے آپ دل سے اسے تسلیم نہ کریں لیکن چونکہ زبان سے ادا کر رہے ہیں تو آپ نے ایمان کے ایک جزو سے تو انحراف کر دیا۔ اس لیے ان کلمات کے بعد آپ پر لازم ہے کہ تجدید ایمان کریں، غسل کرنے کے بعد صلوۃ التوبۃ پڑھیں اور اللہ سے گِڑ گِڑا کر اپنے عمل کی معافی مانگیں۔ آپ ایسے کفریہ کلمات بولتے ہیں تو ان کے

اثرات آپ کی زندگی پر پڑتے ہوتے ہیں، اُسی طرح جیسے بھجن اور مندروں کی گھنٹیاں آپ کی قلب کو بیمار کر دیتی ہیں۔ اگر آپ کا یہ کفریہ کلمہ اللہ کی پکڑ میں آ جائے تو آپ نے ساری زندگی جادو کو موردِ الزام ٹھہرانا ہے جبکہ آپ کی حالت آپ کے فعل کی وجہ سے ہو گی۔

بعض لوگ غیر مسلموں کے پاس جاتے ہیں، ان سے علاج کرواتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھیں یہ قرآن سے علاج کر رہے ہیں۔ یہاں ایک واقعہ پیش کرتا ہوں، لاہور میں میرے ایک عزیز ہیں اور اُن کو کسی کے ذریعے علم ہوا کہ لاہور میں ایک خاتون ہیں جن پر کسی دیوی کی حاضری ہوتی ہے اور وہ قرآن کی آیات پڑھنے کو دے کر لوگوں کے مسائل حل کرتی ہے۔ ہمارے اُن عزیز نے اس دیوی کے پاس جانے سے قبل سارا واقعہ اپنے شیخؒ کو بتایا تو اُنہوں نے قصہ سن کر ہدایت کی کہ وہ وہاں جائیں ضرور لیکن کچھ بولنے سے پرہیز کریں۔ اب جب یہ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ عورتیں بھاگم بھاگ آ رہی ہیں، حاضری شروع ہو گئی تو سب عورتیں اپنے اپنے مسائل بتا کر آیات لے کر چلتی بنیں، اِن صاحب کی باری آنے پر اس خاتون نے بیماری پوچھی تو انہوں نے کہا "مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے، میں تو ایسے ہی دیکھنے آیا تھا"۔ وہ خاتون بولنے لگیں "ہم تین بہنیں ہیں اور فلاں گاؤں سے تعلق رکھتی ہیں، مجھے یہ عورت اچھی لگی ہے اس لیے میں یہاں حاضر ہو جاتی ہوں"۔ وہ صاحب شیخؒ کے پاس واپس آئے اور تمام ماجرا کھول کر بیان کیا۔ شیخؒ نے سچ اور جھوٹ سب بتا دیا کہ فلاں بات سچ کہی اور فلاں میں جھوٹ پوشیدہ ہے وغیرہ۔

ہمارا ایمان ہے کہ کوئی دیوی یا دیوتا نہیں ہوتے۔ ہمارے ایک عزیز دوست کی بہن کے پاس لکشمی دیوی آتی تھی، جب انہوں نے مجھے بتایا تو میں حیران ہوا اور اس سے انکار کر دیا کیونکہ میرا ایمان ہے کہ ذات تو واحد اللہ کی ہے، دیوی اور دیوتا ہمارے اپنے ذہن کی اختراع ہے۔ تحقیق

کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ کوئی جن خاتون ہیں جو بطور لکشمی دیوی کے حاضری دیتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس جن خاتون کی والدہ کا نام لکشمی ہو تو اُس کے مرنے کے بعد بیٹی کا نام بھی لکشمی رکھ دیا ہو، واللہ اعلم۔

یہ سارا کھیل شیاطین اور جنات کا ہے، اِس لیے ہمیں اپنا ایمان خطرے میں ڈالنے کی قطعی ضرورت نہیں۔ عامل حضرات کی اس بات کے جواب میں کہ سخت کالا جادو ہے اور اس کا توڑ بھی کالے جادو سے ہو گا، ہمیں اُسے واشگاف الفاظ میں کہنا چاہیے کہ سب سے پہلے آپ دوبارہ تجدیدِ ایمان کریں، آپ اس بات سے، نعوذ بااللہ، یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ اللہ کے کلام، اسماء الٰہی اور احادیث میں دی گئی دعاؤں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اس شیطانی عمل کا مقابلہ کیا جا سکے۔ اگر ہم نے اس کی بات مان لی تو ہم نے اللہ کے کلام، اُس کے اسماء، احادیث کا انکار کر کے کفر کیا۔

ہمارے ہاں یہ کہا جاتا ہے کہ جادو برحق ہے پر کرانے اور کرنے والا کافر ہے جبکہ ہمارے دادا شیخؒ فرمایا کرتے تھے "جادو کو بر حق نہ کہو، جادو ناحق ہے اور جادو کرنے اور کرانے والا دونوں کافر ہیں، کیونکہ حق صرف اللہ کی ذات ہے"۔ قرآن پاک کی تلاوت، آڈیو، اسماء الٰہی کا وِرد کرنے سے اگر افاقہ نہیں ہو رہا تو آپ کے ایمان کو شدید خطرات لاحق ہیں، آپ کا نفس بہت طاقتور ہو چکا ہے، آپ کو اگر تلاوتِ قرآن سننے سے اضطراب ہوتا ہے، دورہ پڑتا ہے تو آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ قرآن کی آڈیو زیادہ سے زیادہ سُنیں، یہاں تک کہ وہ دورہ ختم ہو جائے۔ جیسا کہ ایک واقعہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ پیٹ خراب ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے شہد کھلاؤ، وہ پھر آیا کہ مرض بڑھ گیا ہے تو پھر فرمایا کہ اور کھلاؤ اسی طرح تین یا چار بار ہوا تو فرمایا کہ اسکا پیٹ

جھوٹ بولتا ہے اسے شہد کھلاؤ تو پھر وہ ٹھیک ہو گیا۔ تجربے سے ثابت ہے کہ اگر کسی چیز سے ری ایکٹ ہورہا ہے تو وہ درست سمت میں ہے، اس لیے قرآن کی تلاوت سے ری ایکشن ہوتا ہے تو وہ ہونے دیں، لیکن تلاوت سنتے رہیں یہاں تک کہ حالات بہتر ہو جائیں، البتہ ڈاکٹر کی دوا کی طرح مقدار کا خیال رکھنا ہے کہ کتنی مقدار ایک وقت میں دینی ہے اور یہ فیصلہ تجربے سے ہو گا۔

اگلی دفعہ ہم ماسٹر حل پر بات کریں گے۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَصَلَّى اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ، سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی اٰلِہٖ، وَاَصْحَابِہٖ، وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ، بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

بیان ۳: جنات، مؤکلات، ہمزاد، پتھر، علوم اور ماسٹر حل

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ، شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ، خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ہمارے ایک قریبی دوست نے ایک واقعہ بھیج کر درخواست کی ہے کہ اس کی وضاحت کی جائے۔ واقعہ یوں ہے کہ اُن کے محلے کی مسجد کے امام صاحب بطور عامل مشہور ہیں۔ ایک مقتدی نے اُن کو اپنے گھر

بُلا کر اپنے گھریلو حالات کی خرابی کی فرضی کہانی بیان کی اور اُن سے تشخیص کرنے کو کہا کہ کہیں اُن پر کسی نے جادو وغیرہ تو نہیں کروا دیا۔ امام صاحب نے صاحبِ خانہ کی اجازت سے قمیض والا طریقہ اختیار کیا اور اس کے بعد انہوں نے کہا کہ آپ پر جادو کے شدید نوعیت کے اثرات موجود ہیں۔ پھر انہوں نے اپنے مؤکلات کو حاضر کر کے جادو کی نوعیت کے بارے میں سوال کیا۔ مؤکلات نے بتایا کہ ان کے اہلِ خانہ پر جادو تین میخوں، دو گرہ لگے دھاگوں، تسبیح کے دانوں اور تعویزوں کی صورت میں کیا گیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کو کہا اور تاکید کی کہ اگر ہاتھ میں کچھ محسوس ہو تو مُٹھی بند کر لیں۔ صاحبِ خانہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو اُن کو اپنے ہاتھ میں کچھ محسوس ہوا، اس دوران امام صاحب دور بیٹھ کر کچھ پڑھتے رہے اور جب انہوں نے ہاتھ کھولے تو ان میں تعویز، تین میخیں، دوگرہ لگے دھاگے اور تسبیح کے دانے موجود تھے۔

میرے اُن دوست کا کہنا ہے کہ جنہوں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ تو یقین کر لیں گے کہ یہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ انہوں نے اس معاملے کے پسِ پردہ حقائق جاننے میں دلچسپی ظاہر کی ہے اور اُن کا سوال یہ ہے کہ کیا ایسا شخص مسجد کا منبر سنبھالنے کے لائق ہے؟

پہلی بات یہ ہے کہ اس معاملے پر کسی مفتی سے فتویٰ لیا جائے تو بہتر ہے البتہ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ جو شخص مؤکلات، ہمزاد، جنات رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے میں اس کے پیچھے کبھی نماز ادا نہیں کروں گا۔ اگرچہ جماعت کے ساتھ نماز کی فضیلت سے انکار نہیں ہے مگر میں اکیلا نماز پڑھنے کو ترجیح دوں گا، بغیر جماعت کے نماز ادا کرلوں گا، یا دو تین لوگوں کے ساتھ مل کر اپنی جماعت کر لوں گا، لیکن ایسے شخص کے پیچھے نماز ادا کرنا پسند نہیں کروں گا۔ اسی طرح علوم

و فنون، جیسے علم الاعداد، نجوم، الساعات وغیرہ، والے انسان کے پیچھے بھی نماز ادا نہیں کروں گا۔ البتہ شریعت کیا کہتی ہے؟ اس سلسلے میں مفتی حضرات سے رجوع کرنا ہو گا۔

اب ذرا اس واقعہ پر غور کرتے ہیں، ایک صاحب نے ایک فرضی واقعہ بیان کر دیا اور امام صاحب نے اُن کے گھر سے جادو کیے ہوئے کیل، دھاگے اور تسبیح کے دانے برآمد کر لیے، مجھے یاد پڑتا ہے کہ جب انہوں نے مؤکلات حاضر کیے تو حکم دیا کہ دروازے کھول دیں۔ حیرت ہے کہ یہ کیسے مؤکلات ہیں کہ جن کو دروازے کے راستے آنے کی حاجت پڑتی ہے جبکہ جنات وغیرہ تو بند دروازوں میں بھی اندر آ سکتے ہیں۔ یہ سب صریحاً خرافات ہیں اور سب جھوٹ کا پلندہ ہے۔

اسی طرح قمیض کی لمبائی چھوٹائی کا معاملہ ہے، تو ایک بار آپ قمیض ناپتے ہیں تو ضروری نہیں ہے کہ جب دوسری مرتبہ ناپیں تو فیتہ اسی طرح پکڑیں جیسے پہلے پکڑا تھا، اس لیے ایک آدھ انچ فرق پڑ سکتا ہے اور اس میں ٹھوس ثبوت سے بات کرنا مشکل ہے۔

اب اس بات کو دیکھتے ہیں کہ یہ کیلیں اور تعویزات ہاتھ میں کیسے آئے؟ دیکھئے ایک شخص جو دعویٰ کرتا ہے کہ اُس کے پاس مؤکلات و ہمزاد موجود ہیں اور وہ اُن کو حاضر کر سکتا ہے تو ایک عام سی بات ہے کہ وہ اُنہی مؤکلات کے ذریعے ہاتھ میں دھاگے، کیل اور تسبیح کے دانے بھی رکھوا سکتا ہے، اس سے یہ قطعی ثابت نہیں ہوتا کہ اگر جادو ہوا تھا تو وہ میخیں، دھاگے اور تسبیح کے وہی دانے ہیں جن پر جادو ہوا ہے۔ عامل حضرات کے بہت سے ہتھکنڈے عوام کے سامنے آ چکے ہیں، جیسا کہ اکثر عامل کہتے ہیں کہ آپ کے گھر کے فلاں حصے میں تعویز اور دیگر چیزیں دبی ہوئی ہیں، بعد ازاں وہ عامل حضرات آپ کو

اس طرح آمادہ کرتے ہیں کہ آپ خود اُن سے وہ چیزیں نکلوانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ ایسا خوفناک ماحول پیدا کر دیتے ہیں کہ آپ "مرتا کیا نہ کرتا" کے مصداق اُن سے ہی کام کرواتے ہیں۔

جنات ایک ایسی مخلوق ہے جس کا ذکر قرآن و حدیث میں ملتا ہے۔ اُن کا ہماری آنکھ سے پوشیدہ ہونے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر چیز اُن کی نظر کی گرفت میں ہے۔

میرے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ جو لوگ ایسے عامل حضرات کے پاس بغرضِ علاج جاتے ہیں وہ ٹھیک ہونے کے بعد پھر بیمار ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک بار آپ کو ٹھیک کر دیتے ہیں اور پھر خود ہی آپ پر چیزیں چھوڑ دیتے ہیں تا کہ آپ بار بار اُن کے پاس آئیں اور اُن کی دکان بڑھاتے رہیں، اُن کی جیب گرم کرتے رہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ میری سوچ درست بھی ہو لیکن میں نے ایسے عامل حضرات کے پاس جانے والے مریضوں کو مستقل بنیادوں پر تندرست ہوتے نہیں دیکھا۔

اب یہ بحث چھڑ ہی گئی ہے تو میں مؤکلات کے بارے میں اُن تین آراء کا ذکر کرتا چلوں جو عام پائی جاتی ہیں:

1. مؤکلات اصل میں فرشتے ہیں۔

میں بہت ذمہ داری سے اس بات کا انکار کرتا ہوں کیونکہ میں نے ایسے بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو شریعت سے قطعی ناواقف ہیں لیکن مؤکلات کو قابو کیے ہوئے ہیں۔ فرشتے اللہ کی عبادت، حمد و ثناء اور کائنات کے وہ مختلف امور جو اللہ نے اُن کے لیے مختص کیے ہیں، سرانجام دیتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک فرشتہ انسان کے قابو میں آ جائے اور وہ کام بھی انجام دے جو شرعاً جائز

نہیں ہیں اور احکامِ خداوندی سے ٹکراتے ہیں۔

2. جیسے جنات آگ سے بنے ہیں، اُسی طرح مؤکلات ہوا سے بنے ہیں۔
مجھے یہ دعویٰ نہیں ہے کہ ہر حدیث میری نظر سے گزری ہے، لیکن جتنا جانتا ہوں اس کے پیشِ نظر میں نے قرآن و حدیث، صحابہؓ و آئمہؒ کے اقوال میں کہیں اس مخلوق کا ذکر نہیں دیکھا۔ میں اس رائے پر خاموشی اختیار کروں گا، کیونکہ اللہ نے بہت سے مخلوق تخلیق کی ہے جس سے ہم نا واقف ہیں۔

3. مؤکلات کا تعلق جنات سے ہے۔
مجھے یہ رائے زیادہ درست معلوم ہوتی ہے۔ ایسے کچھ واقعات میرے علم میں آئے ہیں جیسے کسی عامل نے کسی بزرگ کو نقصان پہنچانے کے لیے ایک مؤکل بھیجا، جب وہ موکل اللہ والے کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کی تربیت فرمائی اور علم ہوا کہ وہ جنات میں سے ہے، واللہ اعلم۔

میں جنات، مؤکلات یا کسی بھی مخلوق کو قابو کرنےکو ظلم میں شمار کرتا ہوں کیونکہ جنات کو قابو کرنا نہ تو احادیث سے ثابت ہے اور نہ اقوال صحابہؓ میں کہیں درج ہے۔ البتہ ہمارے آئمہ اکرام اور بزرگان دین کے علم، تقوی اورپرہیزگاری کیوجہ سے علم کی طلب کے لیے جنات وغیرہ نے اُن کی شاگردی اختیار کی ہے اوراس میں کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ اُن پر کسی قسم کا جبر نہیں کیا گیا بلکہ وہ بطور شاگرد آپ کے پاس اپنی تربیت کے لیے آئے ہیں۔ کبھی کبھار شاگرد اپنے استاد کی محبت میں کام کیا کرتے ہیں اسی محبت میں انہوں نے بھی کام کیے لیکن وہ کام جو شریعت میں جائز ہیں، یہ ایک مختلف بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مؤکلات کی گارنٹی نہیں ہے کہ ان کو علم ہو کہ جادو کس نے کروایا،

کس لیے کروایا وغیرہ وغیرہ کیونکہ انکے پاس غیب کا علم نہیں ہے اور اس بات کی گواہی قرآن دے رہا ہے۔ البتہ یہ تو ممکن ہے کوئی دوسرا جن جسکو اس بات کا علم ہو یا وہ اس وقت وہاں موجود ہو جہاں کوئی واقعہ رونما ہوا ہوتو وہ اسکو بتا دے۔

آپ کسی عامل کے پاس جاتے ہیں تو وہ آپ کا ماضی کھول کر بیان کر دیتا ہے، اس عامل کے پاس مؤکلات ہوں گے۔ اب آپ کہیں گے کہ ایک طرف جنات و مؤکلات کے محدود علم کی بات کررہا ہوں اور دوسری طرف میں اُن کے پاس علم ہونے کی تصدیق بھی کررہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان کے ساتھ اس کا ہمزاد ہوتا ہے، قرآن و حدیث سے یہ بات ثابت ہے۔ ہمزاد کے بارے میں بھی دوآراء پائی جاتی ہیں:

1. پہلی رائے قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے اور میں بھی اس رائے سے اختلاف رکھتا ہوں۔ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے "ہم نے ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا ہے"[أ]۔ عامل حضرات اس جوڑے سے مراد نر اور مادہ کے بجائے آپ کے جسم کے ساتھ ایک اور جسم لیتے ہیں جو اُن کے نظریے کے مطابق بہت طاقتور ہوتا ہے، اور اگر آپ اُس پر حاوی ہو جائیں تو یہ آپ کے لیے خوش قسمتی کی بات ہے۔ یہاں نقطہ یہ ہے کہ اگر اِس دوسرے کے خمیر میں اچھائی ہے تو وہ برائی نہیں کرسکتا، مگر ایسے لوگ تو برے کام بھی کرتے ہیں۔

میری ایک شاگرد تھیں ایک مشہور دانشور جو ٹیلیویژن پر بھی آتے تھے، کے ساتھ منسلک تھیں، کچھ وجوہات کی بنا پر جب انہوں نے اس شخص کو چھوڑا تو ان کو دھمکی آمیز ٹیلی فون اور ایس ایم ایس

[أ] سورۃُ الذّٰرِیٰت، آیت ۴۹۔

آنے لگ گئے کہ ان کو سبق سکھانے کے لیے مؤکلات بھجوائیں گے وغیرہ۔ اب اگر مؤکلات و ہمزاد کسی کا بُرا کرتے ہیں تو ایسی صورت میں ان سے اچھائی منسوب کرنا حماقت ہے، اور اگر وہ اچھی مخلوق ہے تو اُن سے بُرا کروانا ممکن نہیں۔

2. دوسری جو رائے ہے، اس سے میں بھی اتفاق کرتا ہوں۔ قرآن پاک نے ہمزاد یا دوسری چیز کے لیے لفظ "قرین" استعمال کیا ہے جسے شیطان کہا گیا ہے[أ] اور حدیث میں آیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے اور وہ بچپن سے انسان کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے سوال کیا "کیا آپ کے ساتھ بھی شیطان ہے؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا "میرے ساتھ جو شیطان تھا وہ مسلمان ہو چکا ہے"۔ اس حدیث کے اصل الفاظ کے دو معنی بنتے ہیں؛ شیطان مسلمان ہو چکا ہے، اور آپؐ اُس سے محفوظ ہو چکے ہیں۔ دونوں مطالب کو سامنے رکھیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ آپؐ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا، گمراہی کا شکار نہیں کرسکتا۔

حدیث و قرآن سے یہ بات ثابت ہے کہ وہ دوسری چیز جو انسان کے ساتھ بچپن سے رہتی ہے وہ شیطان ہے۔ ہم شیطان سے مطلب ابلیس کا وجود لیتے ہیں، یاد رکھیں ابلیس شیاطین کا سردار ہے اور وہ صاحبِ اولاد بھی ہے، اس لیے جب ہم شیطان کا کہتے ہیں تو ضروری نہیں کہ یہ ابلیس ہی ہو۔ مفسرین کے بقول ہمیں گمراہ کرنے والا یہی شیطان ہے، یعنی یہ ہوا کہ اگر ہمارے ساتھ کسی چیز کے ہونے کا ذکر ہے تو وہ یہی شیطان یا ہمزاد ہے۔ قرآن و حدیث، اقوالِ صحابہؓ، تابعینؒ و تبع تابعینؒ،

[أ] سورۃُ الزُّخرُف، آیت ٣٦۔

محدثینؒ و مفسرینؒ اور اکابر شیوخؒ کے اقوال سے یہ ثابت نہیں ہے کہ ہمزاد کوئی شریف النفس چیز ہے۔ ہمارے جسم کے ساتھ ہماری روح ہے جو بنیادی طور پر نیک اور پاک ہے، علاوہ ازیں "قرین" ہے جس کا کام انسانی دل میں وسوسے ڈالنا ہے اور اِنہی وسوسوں کا شکار ہو کر انسانی جسم بُرائی کے افعال سرانجام دیتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے شیطان کو اتنی طاقت عطا نہیں کی ہے کہ وہ انسان پر حاوی ہو کر اُس سے زبردستی بُرے کام کروا سکے، وہ چیزوں کو ہمارے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے، ہمارے دل کو وسوسے کا شکار کر کے شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے۔ ایک روایت میری نظر سے گزری کہ جس میں آپؐ نے اُس شیطان کا نام لیا ہے جو وضو کرتے ہوئے وسوسے ڈالتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا قرین مسلمان ہے، اس لیے وہ غلط کام نہیں کر سکتا، لیکن اگر عام انسان اپنے قرین پر کسی طرح قابو کر لے تو کیا اس سے یہ مراد لی جائے گی کہ وہ بہت نیک و پرہیزگار ہو گیا ہے؟ میرے مشاہدے میں ہے کہ جن لوگوں کے پاس مؤکلات و جنات وغیرہ ہوتے ہیں وہ انتہائی غلیظ لوگ ہوتے ہیں۔ قرین انسان کو نیکی کی راہ سے بھٹکا دیتا ہے اور انسان اس کی راہ پر لگ جاتا ہے۔ ایسے افراد جو مؤکلات، جنات اور ہمزاد رکھنے کا دعویٰ کریں اور عوام اُن کے پاس جائیں تو انہوں نے گویا اپنے ایمان کو بھٹکانے کی طرف پہلا قدم بڑھا دیا۔ برِصغیر پاک و ہند کے علاوہ یہ لفظ ہمزاد آپ کو کہیں سننے کو نہیں ملے گا، یہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور چونکہ اردو زبان فارسی، ترکی اور کسی حد تک عربی کے مرکب کا مجموعہ ہے اِسی لیے یہ لفظ اردو میں بھی ہے، جبکہ قرآن میں ہمزاد کے لیے لفظ "قرین" استعمال ہوا ہے۔

میرے ایک قریبی دوست ہیں جن کے دادا کے پاس ہمزاد تھا اور اُس ہمزاد سے وہ اپنا اور لوگوں کے کام کروایا کرتے تھے۔ ایک بار رات کافی

بھیگ گئی اور اچانک "چور کو پکڑو" کا شور مچا، اہلِ محلہ کی طرح انہوں نے بھی اپنے گھر کی اچھی تلاشی لی اور تصدیق ہو گئی کہ چور موجود نہیں ہے۔ اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد دادا جی کا ہمزاد ہانپتا کانپتا ہوا آیا اور انکو پیسے دیے۔ دادا جی کو شک پڑ گیا، انہوں نے ہمزاد سے پوچھا "تم سے میں جو کوئی پیسہ یا کھانے پینے کی چیز منگواتا ہوں وہ تم کہاں سے پیدا کرتے ہو؟ کیسے منگواتے ہو؟"، ہمزاد نے مسکرا کر جواب دیا "چونکہ میں آپ کے قابو میں ہوں، آپ کا حکم ماننا میری مجبوری ہے۔ جو چیزیں آپ مجھ سے منگواتے ہیں وہ میں کسی کے گھر سے چُرا کر آپ کو دے دیتا ہوں"، انکے دادا نے پوچھا "ابھی جو چور کا شور مچا تھا، کیا یہ پیسے تم نے چرائے ہیں؟"، اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس واقعہ کے بعد ان کے دادا نے توبہ کی اور اصل دین اسلام کی طرف لوٹ آئے۔

اسی طرح لاہور میں میرے ایک ساتھی ہیں اور انہوں نے یہ واقعہ خود بیان کیا ہے۔ وہ اپنے ایک دوست کے ساتھ اس عامل شخص سے ملنے چلے گئے جن کے بارے مشہور تھا کہ وہ جنات و مؤکلات پر قابض ہیں۔ یہ دونوں صاحبان وہاں کافی دیر بیٹھے رہے لیکن جِن نہ آیا، جو صاحب میرے دوست کو وہاں لے کر گئے تھے وہ شرمندہ واپس آ گئے اور فون پر عامل پر غصہ نکالا کہ ان کی وجہ سے انہیں اپنے دوست کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا۔ عامل نے کہا " آپ لوگوں کے جاتے ہی جِن حاضر ہو گیا تھا، جب میں نے اس سے پوچھا وہ حاضر کیوں نہ ہوا تھا تو اس نے کہا کہ آپ کے ساتھ جو لڑکا تھا وہ درود شریف پڑھ رہا تھا، یہی وجہ ہے کہ میں حاضر ہونے سے قاصر رہا"۔ نیک جن ہوتا تو وہ لازماً حاضر ہو جاتا لیکن وہ شَر سے لبریز تھا۔ اس واقعہ سے درود شریف کی فضیلت بھی کھل کر سامنے آ جاتی ہے، ہمیں درودِ ابراہیمی کا ورد کرتے رہنا چاہیے کیونکہ وہ فضائل میں تمام درود سے اعلیٰ ہے، اسی لیے اللہ نے اسے نماز میں

شامل کیا ہے۔ ایک صاحب نے مجھے ایک کتابچہ بھجوایا جس میں مختلف درودوں کو شامل کیا گیا تھا کہ فلاں درود پڑھنے سے یہ مسئلہ حل ہو گا لیکن انہوں نے بھی یہ واضح کیا تھا کہ درودِ ابراہیمی کی فضیلت سب سے بڑھ کر ہے اور ہم اپنی صبح کا آغاز اور رات سونے سے قبل اسے لازمی پڑھیں اور دن بھر جونسا مرضی درود پڑھیں۔

ہمارے معاشرے میں پتھر پہننے کا رواج کثرت سے پایا جاتا ہے، یعنی آپ کے لیے نیلم پتھر سُود مند ہے اور آپ کو یاقوت پہننے سے فوائد حاصل ہوں گے، وغیرہ۔ قرآن پاک، احادیث، اقوالِ صحابہؓ، کسی سے پتھر کے ایسے خواص ثابت نہیں ہیں۔ کچھ علماء و محدثین نے اپنی ذاتی رائے کے مطابق پتھروں کے خواص کتب میں بیان کیے ہیں، لیکن وہ کُلی طور پر اُن کے اپنے خیالات ہیں، اُن میں سند اور دلائل موجود نہیں ہیں۔ آپ مجھے بتائیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بیمار لوگ نہ تھے؟ غریب لوگ نہ تھے؟ یا کچھ کی بیگمات زبان دراز نہ تھیں؟ یا کسی کے شوہر سخت مزاج نہ تھے؟ کس قدر سہل ہوتا کہ اگر حضورِ پاک ﷺ ایسے شخص کو، جن کی بیوی زبان دراز ہوتی، کو فلاں پتھر کو انگوٹھی میں جُڑوا کر پہننے کی تاکید کر دیتے۔ مجھے اس بارے میں کوئی ایک روایت ہی دکھا دیں خواہ ضعیف ہی ہو کیونکہ اگرچہ ضعیف حدیث حجت نہیں ہوتی مگر فضائل میں استعمال کی جا سکتی ہے اگر ضعف زیادہ نہ ہو اور کسی بہتر صحت کی روایت یا قرآن سے متصادم نہ ہے، مگر ایسی کوئی روایت میری نظر سے نہیں گزری۔

میرے ایک دوست نے مجھے بتایا "آپ کا فلاں شاگرد ہے جس نے فلاں پتھر کی تسبیح اپنی بیوی کو دی ہے جس کے پڑھنے سے بیوی کا غصہ ختم ہو گیا ہے جبکہ آپ ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتے"، میں نے ان سے سوال کیا "اس کا شوہر جو کئی مہینوں سے وہی تسبیح کر رہا ہے اور

وہ اسی کے پاس موجود تھی تو پھر اس کا اپنا غصہ کیوں ختم نہیں ہوا؟"، میرے سوال پر وہ آئیں بائیں کرنے لگے۔ پھر میں نے غصہ ختم ہونے کی وجہ بتائی کہ ان کی بیوی کا غصہ درود شریف کی تسبیح پڑھنے کی وجہ سے ختم ہوا ہے نہ کہ اس پتھر کی وجہ سے جسکی وہ تسبیح بنی ہوئی ہے۔

پتھروں پر عقیدہ رکھنا اگر مکمل شرک نہیں ہے تو شرک کی ایک قسم ضرور ہے۔ میں خود کبھی کبھار عقیق پہنتا ہوں مگر میرا اس پر کوئی عقیدہ نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں میری نظر سے ایک روایت گزری ہے کہ آپؐ نے عقیق پہنا ہے۔ میں یہ سوچ کر کبھی کبھار پہن لیتا ہوں کہ اگر سند میں ضعف ہوا مگر متن درست ہوا تو سنت پر عمل ہو جائے گا، اِس کے علاوہ قطعاً کوئی اور وجہ نہیں ہے۔ میرا ایسا کوئی عقیدہ نہیں کہ یہ پہنوں گا تو یہ ہو جائے گا یا وہ ہو جائے گا۔ اسی طرح زینت کے لئے، جس حد تک اجازت ہے، چاندی کے ساتھ پہن سکتے ہیں مگر اس پر کوئی عقیدہ نہیں رکھنا چاہئے۔

اس کے علاوہ آج کل ریکی کا بہت چرچا ہو رہا ہے جس کی بہت سے اقسام میں سے یسوئی ریکی، کنڈلینی ریکی وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ٹیلی ویژن پر ایک مشہور ڈاکٹر پروگرام کرتے ہیں، ان کے پاس میرا ایک شاگرد گیا تو انہوں نے اسے درمیان میں بیٹھا کر ارد گرد چکر لگائے اور ایک نشان دکھا کر کہا کہ تصور میں آنکھیں بند کر کے اس نشان کو نیلے رنگ میں محسوس کریں اور اس کے بعد انہوں نے درجہ بہ درجہ مراقبہ و ارتکاز کا طریقہ بتایا۔ اس بچے نے، جو کسی قدر عقلمند تھا، نیلے رنگ میں اس نشان کی بجائے اسمِ ذات "اللہ" کا تصور کیا، چالیس پچاس لوگوں کے اس گروہ میں فقط اس بچے کو وہ کیفیات حاصل ہوئیں جو باقیوں کی نظر سے اوجھل رہیں، جس سے وہاں کا پینل حیران ہو گیا۔

وہ بچہ میرا شاگرد ہے، اس نے ساری روداد مجھے سنائی تو اول تو مجھے غصہ آیا اور میں نے اسے کہا "بیٹا آپ کو وہاں جانا ہی نہیں چاہیے تھا، نہ جانے وہ آپ کے گرد چکر لگاتے ہوئے کیا بُڑبُڑاتا رہا ہے، اللہ معاف کرے اس نے کوئی شرکیہ کلام نہ پڑھا ہو، البتہ اس کے اس نشان کی بجائے اسم "اللہ" کے تصور سے میرا دل بہت خوش ہوا"۔ مجھے اس نشان کا پتا نہیں کہ وہ کیا تھا، مگر اس شاگرد نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب کا کہنا تھا کہ یہ سمبل آف پاور (قوت کا نشان) ہے۔ اب یہ کہاں سے ثابت ہے؟ ہو سکتا ہے کہ آج سے چند صدیاں قبل وہ کسی دیوی یا دیوتا کا نام ہو یا ان کا طریقہ علاج ہو؟

ہمارے معاشرے میں اس قسم کی خرافات بہت زیادہ ہیں اور ان خرافات کا شکار پڑھے لکھے اور ان پڑھ دونوں ہیں۔ ہماری اندرونی غلاظت صاف ہوئے بغیر اگر ہمیں علم مل رہا ہے تو وہ ناپاک شیاطین کا علم ہے۔ لوگ ایسے عملیات کرنے پر تو راضی ہو جاتے ہیں جن سے بقول انکے انکا تعلق ایک higher intelligence سے ہو جاتا ہے، مگر اللہ کی طرف آنے پر کوئی تیار نہیں ہے۔

آپ اللہ کے ولی کے پاس جاتے ہیں تو وہ آپ کو فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ تسبیحاتِ ذکر کرنے کی تلقین کرتا ہے، جسے مستقل کرنے سے آہستہ آہستہ آپ کی اندرونی غلاظت صاف ہونے لگتی ہے اور روحانی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ ہمارے ہاں مسئلہ زیادہ پیچیدہ اس لیے بھی ہو گیا ہے کہ لوگوں کا ایمان کمزور پڑ رہا ہے۔ آپ ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے عامل کے پاس جاتے ہیں اور فرض کریں اگر آپ عامل کے بجائے ایک متقی پرہیزگار سے رجوع کرتے ہیں لیکن کام نہ ہونے کی صورت میں آپ مزید چار نیک افراد کے پاس جاتے ہیں، اُن سے بھی کام نہیں بنتا تو کیا ہم نے کبھی یہ سوچا ہے کہ شاید

ابھی اس کام کا ہونا اللہ کو منظور نہیں؟ اس میں اس کا اذن شامل نہیں؟ ممکن ہے جس کام کو ہم اپنے لیے اچھا سمجھ رہے ہوں وہ ہمارے لیے نقصان کا باعث ہو یا اس کام کو کرنے سے ہمارے ارد گرد کے لوگ متاثر ہوتے ہوں، بہت سے امکانات ہو سکتے ہیں۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ، نعوذ باللہ، ہم اللہ کو اپنی مرضی کے ماتحت کرنا چاہتے ہیں اور اس کی منشاء کے مطابق کام نہیں کرنا چاہتے۔ معذرت کے ساتھ، کیا اللہ کے ساتھ ہم نے کوئی ڈِیل کی ہوئی ہے کہ میں فلاں چیز یا کلام پڑھوں گا تو اللہ، معاذ اللہ، مجبوراً وہ کام کرے گا؟ اگر ایسا ہے تو تمام صحابہ کرامؓ امراء میں شمار کیوں نہیں ہوتے تھے؟ تمام صحابہؓ اپنی دنیاوی زندگی میں خوش و خرم کیوں نہیں تھے؟ زندگی میں نشیب و فراز چلتے رہتے ہیں اس لیے سب کی حالت یکساں نہیں ہو سکتی۔ آپ دیکھیں کہ ایک ام المومنینؓ جو آپ ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے کی ذوجیت میں تھیں اور کفار مکہ نے آپ ﷺ پر بہت سے الزامات بھی لگائے۔ آپ ﷺ، سرکار کُل جہاں، سردار الانبیاء اور اللہ کے حبیب ﷺ نے اپنے منہ بولے بیٹے کو ایک پتھر پہنا کر سب کچھ ٹھیک کیوں نہیں کر دیا؟ آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے کو کیا ضرورت تھی کہ وہ اتنی مشکلات، مصیبتیں، مشقتیں برداشت کرتے اور ان کی اپنی بیگم سے علیحدگی ہوتی؟

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس دنیا کو اپنے قوانین کے ماتحت کیا ہوا ہے۔ اس بات میں شک و شبہے کی کوئی گنجائش نہیں کہ معجزات رونما ہوتے ہیں، لیکن یہ معجزات اصول اور لازم نہیں ہیں، انکو بنیاد نہیں بنایا جا سکتا، تمام اہلِ دنیا اگر امیر ہو جائیں تو پھر معاشرے کیسے چلیں گے؟ آپ کو اللہ نے ایک دفتر کا مالک بنایا ہے، اب اس دفتر میں ایک خاکروب ہے جسکا کام جھاڑ پونچھ کرنا ہے،آپ سوچیے اگر تمام افراد کو

دنیاوی برابری مل جائے اور سب دفاتر کے مالک ہو جائیں تو کام کون سر انجام دے گا؟ اب یہ درجہ بندی کیوں ہے، اس میں اللہ کی مصلحت ہے اور وہ اس کے حقائق بہتر جانتا ہے۔

ہمارے بزرگوںؒ کی زندگی کے حالات پر جنہوں نے کتب لکھیں، انہوں نے سوائے کرامات کے کچھ درج نہیں کیا، اُن کی شخصیت و علم پر نہیں لکھا۔ مثال کے طور پر، ایک بزرگ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے، ان کی مانگی ہر دعا قبول ہوتی تھی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ نے اُن کو یہ روحانی قوت کیوں عطا کی؟ اس سوال کے پس پشت حقائق پر کوئی بات نہیں کرتا۔ ایک بزرگ کا قول ہے، اُن سے کسی صاحب نے پوچھا "حضرت آپ مستجاب الدعوات ہیں، آپ کو اللہ نے یہ صلاحیت کیسے عطا کی؟"، انہوں نے فرمایا "چالیس سال میں نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اللہ کی منشاء کے مطابق کام سر انجام دوں اور کوئی کوتاہی نہ کروں اور اب میرے رب نے مجھے نوازا ہے کہ ہاتھ دعا کے لیے اٹھاؤں تو قبول فرماتا ہے"[أ]، سبحان اللہ**!** مگر ہم نے اپنی کتابوں کو صرف کرامات سے بھر دیا ہے۔ کیا ہم نے کبھی سوچا کہ ان کے دور میں کوئی بیمار یا مفلس الحال نہیں تھا؟ اس روش کا یہ نتیجہ نکلا کہ لوگوں کے نقول اگر کسی بزرگ کے پاس جائیں تو اس کا کام لازماً ہونا چاہئیے۔ موجودہ دور میں اپنے حالات کی خرابیوں اور بیماریوں کو جادو سے ہی منسوب کر دینا خللِ دماغ ہے، ہو سکتا ہے کہ ہماری وجہ سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہو اور اس کی آہ لگ گئی ہو یا اپنے کسی بُرے عمل کی وجہ سے ہم پریشانیوں میں پھنسے ہوں، ایسی صورت میں عاملوں کے بجائے اللہ سے خلوصِ دل سے رجوع کر کے معافی و استغفار

[أ] یہ بات بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے، واللہ اعلم۔

کرنا چاہئیے تا کہ اس کی نگاہِ رحمت ہمیشہ آپ کو اپنے حصار میں رکھے۔

جو حضرات عامل اور دوسرے فنون کے ماہرین کے پاس جاتے ہیں، فرض کریں وہ پتھر اور ریکی وغیرہ سے ٹھیک ہو جاتے ہیں، تو اس کے پس پردہ کیا معاملہ ہوتا ہے؟ میڈیکل سائنس میں ایک اصطلاح "پلاسیبو" استعمال ہوتی ہے۔ جہاں میرے دادا کا گھر ہے، وہاں دو بھائی حکیم ہوا کرتے تھے، نیک و پرہیزگار بزرگ تھے، میرے بچپن میں مجھ سے نہایت شفقت سے پیش آیا کرتے تھے۔ ان کے پاس ایک عورت روز کسی مرض کے سلسلے میں آ جاتی تھی۔ وہ نبض و چشم کا معائنہ کر کے اسے وہم لاحق ہونے کے بارے میں کہتے تھے، وہ اُس وقت چلی جاتی لیکن اگلے روز وہی سوال دہراتی کہ مجھے فلاں مرض ہے۔ ایک روز وہ تنگ آگئے، اندر کمرے میں گئے اور چراغ کی سیاہی کو کاغذ پر لگا کر اماں جی کو دیتے ہوئے کہا کہ یہ بڑی خاص دوا ہے اسے استعمال کریں اور اس کے بارے میں کسی دوسرے کو بتانے سے گریز کریں۔ اگلے دن اماں جی آئیں اور کہنے لگیں "پُتر میں تے چنگی ہوگئی آں"۔ اسی طرح میری بیگم کے بھائی کراچی میں ڈاکٹر تھے، ان کے پاس وہم کے مرض کا شکار اماں جی آتیں اور روز بیماری کے شکار ہونے کی خبر دیتیں۔ انھوں نے بھی اکتا کر اماں کو میٹھی گولیاں دیں اور اس سے کہا کہ یہ دوائی خاص امریکا سے آئی ہے آپ اسے کھائیں اور کسی کو بتائیے گا مت۔ اماں جی دوا لے کر چلی گئیں اور ایک ہفتے بعد آئیں اور کہنے لگیں "بیٹا کیا زبردست دوا تھی، میں تو بالکل ٹھیک ہوگئی ہوں، مجھے مزید دوا دے دو"۔ یہ پلاسیبو ہے، آپ کا یقین آپ کو شفایاب کر دیتا ہے، آپ اپنا یقین ریکی سے منسوب کر لیتے ہیں تو آپ ریکی والے کے پاس جا کر ٹھیک ہو جاتے ہیں، آپ اپنا یقین نیلم پتھر سے وابسطہ کر لیتے ہیں تو اسے پہننے

سے آپ ٹھیک ہو جاتے ہیں، یہ یقین کی قوت ہے، ریکی یا پتھر کی نہیں۔

عام طور پر اصول کے تحت سب کام انجام پاتے ہیں، یعنی آپ کو بخار ہے تو آپ کو پیناڈول دی جائے گی، ہو سکتا ہے آپ پر اثر نہ ہو، مگر عام اصول یہی ہے کہ اس سے بخار ختم ہوتا ہے۔ اگر پتھر پہننے سے اکثریت کو فائدہ ہو تو آپ کہیں گے کہ پتھر میں تاثیر ہے، جو کہ ظاہر ہے رب کی طرف سے ہی ہے۔

میری رائے میں تو ہمارے یہاں پلاسیبو کا معاملہ زیادہ ہے۔ اب ہمارے یہاں بابا سوٹے والا ہے، کسی نے کہا "اگر وہ سوٹا مار دے تو مریض ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر نہ مارے تو نہیں ہوتا"، اب انسان گھر سے ہی ڈنڈا کھا کر ٹھیک ہونے اور ڈنڈا نہ پڑنے کی صورت میں شفاء نہ ملنے پر یقین کر کے جائے تو؟ اب اگر وہاں جا کر آپ دیکھیں کہ وہ بابا گندا، میلا اور پاکی سے دور ہے تو؟ اگر مجذوب ہے تو علیحدہ بات ہے کیونکہ وہ اپنے حواس میں ہی نہیں ہوتا، اگر اس نے جذب میں کچھ کہہ دیا تو الٹا گڑبڑ ہو سکتی ہے۔

حال ہی میں میرے علم میں آیا ہے کہ پہاڑوں میں ایک بابا جی رہتے ہیں جن کے پاس مرد و عورت یکساں آتے ہیں اور قطار بنا کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ ایک بندہ ان میں باقاعدہ ٹوکن بانٹتا ہے اور یوں وہ باری باری بابے کے پاس جاتے ہیں۔ اس بابے کا ظاہری حلیہ ناپاک ہے، گندگی سے لتھڑا ہوا اور برہنہ ہے، بغیر کسی کپڑے کے بیٹھا ہے۔ شریعت کے مطابق حلیہ ہو، افعال ہوں، تو ٹھیک ہے، بصورت دیگر مجذوب ہو یا عامل، کیا ضرورت ہے جانے کی؟ اگر آپ جاتے ہیں اور وہ پاگل ہے تو کیا فائدہ اور اگر آپ کو پتا ہے کہ وہ پاگل نہیں بلکہ مجذوب ہے تو بھی جانے کہ ضرورت نہیں کہ آپ خود اس مقام پر ہیں کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ مجذوب ہے

کہ نہیں۔

میرے ایک دوست ہیں، اُن کے گھر والے زبردستی ایک بابے کے پاس اسکو لے گئے اور بقول ان کے وہ راوی کے پانی پر چلتا ہے، وہ بابا اتنا غلیظ تھا کہ جھونپڑی سے باہر دور تک اس کی بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ وہ بتاتے ہیں کہ میرے گھر والے بابے کو میرے بارے میں مسئلہ بتانے لگے اور وہ مجھے دیکھ کر مسکرانے لگا اور اپنے غلیظ پاؤں سامنے کرتے ہوئے ان کو چومنے کا حکم دیا۔ وہ شائد پاؤں چوم بھی لیتے لیکن بدبو کی وجہ سے ہچکچاہٹ کا شکار تھے، تب اس بابے نے کہا کہ رہنے دو۔ اب مجھے بتائیے، جس دین میں صفائی نصف ایمان ہو اور آپ ایک گندے غلیظ انسان سے ڈنڈا کھانے کا عقیدہ لے کر جاتے ہیں اور اگر ڈنڈا کھانے کی "سعادت" سے محروم رہ جاتے ہیں تو افسوس کرتے ہیں۔ اس میں ان فنون کا کمال نہیں، بلکہ پلاسیبو کا عمل دخل ہے، میرا سوال یہ ہے کہ یہ ایمان اللہ کے کلام کے ساتھ کیوں نہیں منسلک کرتے؟ اس کے اسماء سے یقین کیوں نہیں پیدا کرتے؟ درودِ ابراہیمی کے ساتھ اپنا علاج کر کے ٹھیک ہونے کا یقین کیوں نہیں کرتے؟

درود شریف کے حوالے سے ایک حدیث بیان کرتا چلوں۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہہ سے روایت ہے: میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ، میں آپ پر صلٰوۃ کی کثرت کیا کرتا ہوں تو کس قدر صلٰوۃ اپنا معمول رکھوں؟"، فرمایا "جس قدر تمہارا دل چاہے"، میں نے کہا " ایک ربع (یعنی ایک حصہ صلٰوۃ اور تین حصے دیگر وظائف)؟"، فرمایا "جس قدر تمہارا دل چاہے، اور اگر بڑھا دو تو تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے"، میں نے عرض کیا "نصف؟"، فرمایا "جس قدر تمہارا دل چاہے، اور اگر زیادہ کر دو تو اور بہتر ہے"، میں نے کہا "تو پھر سب درود ہی درود رکھوں گا"، فرمایا تو اب تمہارے سب فکروں کی کفایت ہو جاوے گی اور تمہارا گناہ بھی معاف

ہو جائے گا"۔

اب یہ ایک ماسٹر حل ہمارے پاس حدیث کی رو سے حاصل ہو گیا کہ درود ابراہیمی کی کثرت کریں، پتھروں، ڈنڈوں، اور عاملوں پر ایمان رکھنے کے بجائے درودِ ابراہیمی میں اپنا ایمان پیدا کریں، وظائف کے اثر انداز ہونے کے لیے بھی ضرورت ہے کہ آپ فرائض و واجبات اور شریعت کی مکمل پابندی کریں۔ اللہ کے لیے لازم نہیں ہے کہ وہ ہر دعا اور ہر تسبیح کو قبولیت کی سند بخشے اور آپ کا کام کر دے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ آپ کے عمل کو بھی پسند فرمائیں لیکن آپ کی مانگی گئی چیز سے بہتر مستقبل میں آپ کو عطا کر دیں۔ یہاں تو صورتحال یہ ہے کہ فرائض و واجبات کا پتا نہیں اور عاملوں اور بزرگوں کے پاس بھاگتے پھرتے ہیں۔ مجھے قدرت اللہ شہاب کی بات یاد آ گئی، وہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ہم نے وظائف پر تکیہ کر لیا ہے اور نماز و فرائض سے اجتناب کرتے ہیں۔ وہ اس کی مثال ایسے دیتے ہیں کہ آپ نے گاڑی خرید لی ہے لیکن اسے بنا پٹرول کے چلانا چاہتے ہیں۔ پٹرول اصل میں فرائض و واجبات ہیں جن کی ادائیگی ہر مسلمان پر لازم ہے۔

ہمارے ہاں پنج سورۃ پکڑ لیا جاتا ہے اور اسے روز پڑھتے ہیں جبکہ قرآن سال میں ایک بار بھی مکمل نہیں کرتے۔ قرآن کے بنیادی حقوق میں سے پہلا یہ ہے کہ اسے پڑھا جائے، دوسرا یہ ہے کہ اسے سمجھا جائے اور تیسرا حق یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے۔ انسان جب قرآن پڑھتا ہے تو اس کے اندر شوق پیدا ہوتا ہے اور پھر اس کے اندر اسکو جاننے کی جستجو ہوتی ہے کہ جو کلام پڑھ رہا ہوں اس کا مطلب کیا ہے؟ اس لیے یہ کہنا کہ قرآن کا بغیر ترجمہ یا سمجھ کے پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں، ایک بے کار بات ہے کیونکہ قرآن پڑھنے کے، تلاوت کرنے اور سمجھنے کے اپنے اپنے روحانی اثرات ہیں۔ لہذا قران کی تلاوت کو اپنی

عادت بنائیں اور باقاعدگی سے اسکی تلاوت کریں۔

ہمارے ہمسائے میں کچھ خواتین میری بیگم کے پاس آئیں تو انہوں نے ان عورتوں سے پوچھا "کیا آپ قرآن پڑھتی ہیں؟"، وہ بولیں "جی بالکل! ہم روز سورۃ یٰس، سورۃ المزمل اور سورۃ محمدؐ پڑھتی ہیں"، میری بیگم نے کہا "اگر میں اپنے میاں سے پوچھوں تو انہوں نے یہ کہنا ہے کہ سورتیں پڑھنی بند کر کے قرآن ترتیب سے پڑھنا شروع کردیں اور اگر سورۃ زبانی یاد ہے تو اسے نماز میں پڑھیں تا کہ بھولنے کا امکان نہ ہو"، انہوں نے روزانہ ایک پارہ پڑھنے کا وعدہ کر لیا، اس طرح مہینے میں کم از کم ایک قرآن مکمل ہو جاتا ہے۔ تیسرے چوتھے دن اُن کا فون آیا اور وہ میری بیگم سے کہنے لگیں "ندیم بھائی کو کہیں کہ فقط سورۃ یٰس پڑھنے کو دے دیں"۔ گویا ایک سورۃ پڑھنا مکمل قرآن پڑھنے سے بہتر ٹھہرا، اللہ ان کو ہدایت دے، آمین۔

الغرض قرآن کی روزانہ ترتیب کے ساتھ تلاوت کرنا قرآن پاک کا بنیادی حق ہے اور قرآن پڑھنے سے انسان کی اندرونی طہارت بھی ہوتی ہے اور دنیاوی مسائل حل ہوتے ہیں۔

ان شاء اللہ، اگلی دفعہ کچھ مزید اہم موضوعات پر بات کریں گے جن میں تعویزات کے معاملے کا بغور جائزہ لیں گے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان خرافات پر بچائے اور اپنی ذات پر توکل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَصَلَّى اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ، سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰی اٰلِہٖ، وَاَصْحَابِہٖ، وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ،
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

بیان ۴: جادو و شیاطین کی حقیقت اور علاج

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ، شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ، خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ، سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ایک سوال جو یہاں اٹھتا ہے وہ یہ ہے کہ عامل کو کیسے پتا چلتا ہے کہ ہم نے کیا کیا ہے یا وہ یہ کیسے بتا دیتا ہے کہ ہم کون ہیں اور ہمارے گھر والوں کے بارے میں وغیرہ وغیرہ۔ جیسا کہ پہلے ہم نے اس پر بات کہ انسان کے ساتھ ایک جِن، جسے قرآن پاک نے قرین کہا اور حدیث میں اس قرین کو شیطان کہا گیا ہے، ساری عمر رہتا ہے۔ وہ ہمارے افعال و کردار سے بخوبی واقف ہوتا ہے، ہم نے بچپن سے کیا کیا؟ کس سے ملے؟ کیا نام ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر وہ عامل اپنے شیطان سے اُس شیطان کے ساتھ کچھ معلومات کا تبادلہ کر لے تو یہ ممکن ہے۔ یہ شیطان ان باتو ں سے تو واقف ہوتا ہے جو ہم نے کیں لیکن ہمارے مزاج، قلوب اور ذہن میں پنپنے والے خیالات سے قطعی ناآشنا ہوتا ہے۔ فرض کریں ہم نے کوئی برا کام یا اچھا کام کیا تو وہ اس سے واقف ہوگا لیکن اگر قلبی طور پر اب ہمارا رجحان نیکی کی طرف مائل ہو رہا ہے تو وہ اس سے بے خبر رہے گا۔وہ ماضی میں کیے جانے والے کام تو بتا سکتا ہے جو اس نے دیکھے ہیں مگر اس کی شیطانی قوت محدود ہے اور وہ مستقبل میں پیش آنے والے حالات و واقعات اور آپ کے ذہن و قلب میں دسترس رکھنے سے قاصر ہے۔

کئی بار اللہ والے بھی آپ کو آپ کے حال سے آگاہ کر دیتے ہیں مگر یہ لازم نہیں کہ یہ ہر وقت ہو کیونکہ اللہ جب چاہے ان کے دل میں کوئی بات ڈال دے، یہ اُس کی مرضی پر ہے۔ مگر ہم یہاں صرف ان لوگوں کی بات کر رہے ہیں جو جنات، موکلات اور ہمزاد رکھنے کا دعویٰ کریں، ہم جب اُن کے پاس جاتے ہیں تو وہ قرین خوشی سے پھولے نہیں سماتا ہے کہ ایک انسان شیطان کے دَر پر آ گیا ہے۔ تھوڑا بہت جو معلوم ہوتا ہے وہ اس انسان کو بتا دیتے ہیں لیکن یہ بھی لازم نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ آپ کو معلومات مہیا کریں۔ یاد رکھیں دعویٰ کرنے والا شخص کاذب ہے جو خود تو گمراہ ہے لیکن عوام کے ایمان سے بھی کھلواڑ کرنے کے لیے دکان سجا کر بیٹھا ہے۔

ایک بات میرے مشاہدے میں آئی ہے کہ ہم کبھی کبھار احادیث کے ظاہر پر قیاس کر کے اپنا ایک نقطہ نظر وضع کر لیتے ہیں چاہے وہ حدیث صحیح سند کے ساتھ ہو یا نہ ہو۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ بے تحاشہ احادیث میں درج ہے کہ جس نے "لا الہ الا اللہ" کہہ دیا اسے آگ چُھو نہیں سکے گی۔ ان احادیث کو مدِ نظر رکھ کر سوچیں تو جزا و سزا کے ساتھ براہ راست ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ ایسی احادیث بھی موجود ہیں جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کسی شخص کو جنتی کہہ رہے تھے لیکن حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس شخص کو ایک چادر چرانے کے جرم میں جہنم میں دیکھا ہے۔ کسی بھی روایت یا قول کے ظاہر پر جانے سے گریز کریں کیونکہ اس سے ابہام پیدا ہوجاتا ہے۔

دیکھیے اگر ہم "لا الہ الا اللہ" والی روایات لیں کہ جس میں یہ کہا گیا کہ اسے آگ نہیں چھوئے گی تو پھر عمل کا تصور ختم ہو جاتا ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا ہے تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ نماز پڑھیں، روزوں کا اہتمام کریں، صدقہ و خیرات کریں، اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔

"لا الہ الا اللہ" پڑھ لیا تو اعمال کی ضرورت باقی نہیں رہی اور اسی سوچ کی بنا پر آدمی روز ۱۰۰ یا ۵۰ بار "لا الہ الا اللہ" کی تسبیح کا ورد کر لے اور بات ختم۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہم اُن احادیث کا صرف ظاہر دیکھتے ہیں۔ اگر ہم یہی روش اختیار کر لیں تو کفار جو کہ قرآن پاک کے ظاہر کا مطالعہ کر کے مسلمانوں پر اور دینِ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں، ان کو حق بجانب سمجھنے لگیں گے۔ اس لیے بنا سیاق و سباق سمجھے آپ قرآن و حدیث کی آیات سے بھی گمراہ ہو سکتے ہیں۔ جیسے قرآن پاک میں حضرات نوح علیہ السلام کا واقعہ ہے کہ اللہ نے اُن کو طوفان کی خبر سنائی اور کہا کہ اُنؑ کی آل کو بچا لیا جائے گا مگر طوفان کے آنے پر جب آپؑ نے اپنے بیٹے کو ڈوبتے دیکھا تو اللہ سے فریاد کی کہ میری آل کو بچا لے تو اللہ نے فرمایا کہ وہ آپؑ کا بیٹا ہی نہیں ہے۔

ہمارے بزرگ جب کیفیت میں ہوتے تھے تو وہ فرماتے تھے "یا اللہ مجھے ایک امتی کے طور پر قبول فرمالے" اور پھر فرماتے کہ "یا اللہ مجھے حقیر ترین امتی ہی قبول فرما لے"۔ آج ہم یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہم امتی ہیں سو ہم نے جنت میں داخل ہو ہی جانا ہے لیکن سوچیے کہ امتی ہونے کا فیصلہ کرنا اللہ کے اختیار میں ہے جس کی کچھ تو شرائط ہوں گی۔ ہم دوسروں کے ساتھ ظلم و جبر کریں، ان کے حق غصب کریں، چوری اور ڈاکے ماریں اور پھر یہ کہیں کہ میں تو اللہ کے رسول ﷺ کو مانتا ہوں اور "لا الہ الا اللہ" کی حدیث بھی ہے، اس لیے میری بخشش ہو ہی جانی ہے، ایسا نہیں ہوتا! اس لیے سیاق و سباق کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن پاک کو سمجھنا چاہیے۔ آجکل کفار بھی تو یہی کر رہے ہیں کہ وہ قرآن سے آیات، سیاق و سباق کے بغیر، لے آتے ہیں اور پھر اس طرح اسلام پر انگلیاں اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں احادیث کو بھی سیاق و سباق کے بغیر نہیں لینا کیونکہ اسطرح گمراہی پھیلے گی۔

اب کچھ ماسٹر کیز پر بات ہو جائے۔ ایک روایت کا مفہوم ہے کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنے اوپر لازم کر لے، اللہ تعالیٰ اسے ہر غم و تکلیف سے نجات دے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اس کو گمان تک نہ ہوگا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور پاک ﷺ روزانہ ستر بار استغفار کرتے تھے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ آپؐ سردار الانبیاء ہیں، اللہ کے حبیب ﷺ ہیں، آپؐ کو روزانہ ستر بار استغفار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ آپؐ نے اپنے عمل کے ذریعے امت کی تربیت فرمائی ہے تاکہ وہ آپؐ کی پیروی کریں۔

استغفار والی روایت کو مدنظر رکھیں، اللہ ہمارے تمام مسائل ختم کر دے گا۔ ہم پر اکثر مصائب و آلام ہماری دانستہ و غیردانستہ غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ جب ہم کثرت سے اللہ کی بارگاہ میں استغفار کریں گے تو وقت کے ساتھ ہماری توبہ قبول ہو جائے گی اور ہمارے وہ مسائل جو ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے تھے ختم ہوتے چلے جائیں گے۔ یاد رہے کہ فرائض و واجبات کی کسی صورت معافی نہیں ہے، اس لیے وظائف کے با اثر ہونے کے لیے فرائض و واجبات کا پورا ہونا اشد ضروری ہے، گاڑی لے لینے سے گاڑی چلتی نہیں ہے جب تک اس میں پٹرول نہیں ہو گا۔

تیسرا نسخہ "لا حول و لا قوۃ الا باالله العلی العظیم" ہے۔ کائنات میں جس قدر منفی قوتیں ہیں، ان کو بڑھاوا دینے اور سپورٹ کرنے والا شیطان ابلیس ہے۔ شیطان کو بھگانے کے لیے ہم "لا حول و لا قوۃ الا باالله العلی العظیم" پڑھتے ہیں۔ سوچیے اگر شیاطین کا سردار یہ پڑھنے سے بھاگ جاتا ہے تو جادو کس طرح ٹھہر سکتا ہے؟ اس پر بھی ایک روایت موجود ہے کہ یہ کلمہ پڑھنے سے انسان ننانوے بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے جس

میں سے سب سے ادنیٰ بیماری رنج و الم ہے۔

میرے پاس ایسے لوگ بھی آئے جن کا ڈپریشن اس حد تک بڑھ چکا ہوا تھا کہ وہ خودکشی کی طرف مائل تھے۔ "لا حول و لا قوۃ الا بااللہ العلی العظیم" کے اثرات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں کہ دو ہفتوں کے اندر وہ مریض صحت یاب ہو گئے۔

میری بیگم کو ایک عزیزہ کا فون آیا۔ اُن کا مسئلہ نہایت اہم تھا کہ اُن کے گھر کی چھت پر خون اور پتھروں کی بارش ہو رہی تھی۔ میری بیگم نے اُن کو بعد از نماز عشاء گیارہ دفعہ اول و آخر درود ابراہیمی پڑھ کر "لا حول و لا قوۃ الا بااللہ العلی العظیم" کی تسبیحات پڑھنے کی تلقین کی اور تاکید کی کہ سب گھر والے یہ مل کر کریں اور آخر میں اللہ سے دعا کریں کہ اس کلام کی ہیبت شیطانی قوتوں پر نازل فرما اور ہماری جان چھڑوا۔ اگلے دن انہوں نے بتایا کہ سات سو دفعہ کی ایک ہی تسبیح سے ان کا گھر محفوظ ہو گیا۔

اسی طرح ہمارے ایک دوست نے قصہ سنایا کہ ان کے دوست نے ان کی زیر نگرانی اپنا مکان کرائے پر دے رکھا تھا جس میں سے عجیب و غریب آوازیں آتی تھیں، دروازے خود ہی کھلتے اور بند ہو جاتے تھے، الماری کے اندر پڑے کپڑے خود بہ خود نذر آتش ہو جاتے تھے۔ جب کپڑوں کو آگ لگی دیکھتے تو وہ پانی لاکر ڈالنے لگتے تھے تو آگ اسی وقت بجھ جاتی تھی اور وہ پھر لگ جاتی تھی۔ کرائے دار اتنے خوف زدہ ہوئے کہ مکان چھوڑ کر چلے گئے۔ کسی نے بتایا کہ یہاں آسیب ہے اور اسے ختم کرنے کے لیے ایک لمبی فہرست بنا کر دے دی۔ جب مجھے یہ قصہ سنا رہے تھے تو مجھے ہنسی آگئی، انہوں نے ماجرا پوچھا تو میں نے ان کو دو کام کرنے کو کہا:

1. پہلا کام یہ کریں کہ جس کمرے میں یہ تمام مسائل پیدا ہو رہے ہیں، اس میں اذان والی گھڑی لگا دیں اور اسکی آواز فل کر دیں۔ دن میں پانچ بار جب اذان کی آواز گونجے گی تو آفات دور ہو جائیں گی۔

2. دوسرا کام یہ کریں کہ رقیہ شرعیہ کی آڈیو لگا دیا کریں۔ یہ آڈیو قرآن پاک کی مختلف سورتوں کو لے کر ترتیب دی گئی ہے اور اس کے فوائد حیرت انگیز ہیں۔ انسان کی جسمانی حالت بدل جائے، یعنی آواز کا بدل جانا، چیخنا، مارکٹائی کرنا، رنگت کا بدلنا ،دھمکیاں دینا اور ایسی زبان بولنا جس سے آپ قطعی ناآشنا ہوں تو ایسی صورت میں رقیہ شرعیہ آڈیو چلانے سے حالات نارمل ہو جاتے ہیں۔ مرض کی نوعیت کے مطابق یہ اثر کرتی ہے، اگر مرض زیادہ ہے تو دو ہفتے بھی لگ سکتے ہیں اور اگر کم ہے تو دو دن بھی کافی ہیں۔ قرآن پاک کے حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے مکمل توجہ کے ساتھ سنا جائے۔ میں نے ایک چھوٹا سا تجربہ کیا جو نہایت کامیاب رہا۔ فرض کریں اگر آپ کے لیے رقیہ آڈیو چلا کر ایک گھنٹہ مکمل توجہ سے سننا ممکن نہیں ہے تو آپ رات کو وضو کر کے بستر پر لیٹیں، اتنی آواز رکھیں کہ جس سے آپ کی نیند میں خلل واقع نہ ہو اور آواز آپ کو سنائی دے، مناسب آواز آپ کے دماغ اور قلب پر اثر انداز ہوتی رہے گی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اس تجربے سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہوا ہے۔ فرض کریں کہ اگر میاں بیوی کا تعلقات کی غرض سے اکھٹے ہونے کا ارادہ ہے تو بعد میں غسل کر کے وہ آڈیو چلائیں اور سو جائیں۔

قرآن پاک کی تلاوت اگر آپ تجوید کے ساتھ نہیں کر سکتے تو آپ کوشش کریں کہ روزانہ قرآن پاک کی آڈیو لگا کر اسے سنیں اور اپنے تلفظ کو درست کرنے کی کوشش کریں۔ بہتر یہ ہوگا کہ تمام گھر والے وضو کر

کے قرآن پاک کھولیں اور آڈیو کو بلند آواز میں سنیں اور ساتھ ساتھ قرآن پر آیات کو دیکھیں۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ جب آپ تسلسل سے سنتے ہیں تو آپ کے مخارج خود بہ خود درست ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اِس رمضان شریف میں میرے ساتھ ایک عجیب معاملہ ہوا۔ صبح کے وقت آدھا گھنٹہ دفتر میں کوئی کام نہیں ہوتا تھا تو میں نے سوچا کہ قرآن کی قرأت لگا کر قرآن سے پڑھا جائے۔ میں نے امام کعبہ میں سے ایک قاری صاحب کی آڈیو چلا دی اور قرآن سے دیکھتے ہوئے سننے لگا۔ پہلے پارے کے دوسرے ربعہ سے قاری صاحب نے نہ جانے کہاں سے پڑھنا شروع کر دیا جبکہ میرے سامنے کھلا قرآن کچھ اور بتا رہا تھا۔ مجھے بڑی تشویش ہوئی، میں نے سوچا شاید قرآن پاک کی چھپائی میں غلطی ہو گئی ہے، مگر میں نے چار پانچ قرآن مزید دیکھے، سب میں یکساں آیات تھیں لیکن قاری صاحب نہ جانے کونسی آیات پر پہنچے ہوئے تھے۔ مجھے شبہ ہوا کہ کسی نے شرارت نہ کی ہو۔ آڈیو کو تبدیل کرنا اور آگے پیچھے کرنا آجکل کوئی مسئلہ ہی نہیں رہا۔ میں نے اپنے شاگردوں کو بتایا تو ان میں سے ایک کہنے نے کہا "سر جی! ہم نے کبھی غور ہی نہیں کیا، ہم یہ سوچ کر مطمئن تھے کہ مستند قاری صاحب کی آڈیو ہے"۔ اس لیے آپ سے التماس ہے کہ کم از کم ایک بار پورا قرآن پاک اپنی نظر کے سامنے رکھتے ہوئے آڈیو کو سنیں۔ اللہ معاف کرے، اب نیٹ پر بھی پی ڈی ایف کی شکل میں شرپسند عناصر ایسی حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں اور قرآن میں جان بوجھ کر رد و بدل کر رہے ہیں۔

میں ایک بات بہت ذمہ داری کے ساتھ کر رہا ہوں، یہ میرے ایمان کا حصہ بھی ہے اور میرے تجربے میں بھی آئی ہے کہ نماز لازمی پڑھیں۔ آپ مرد ہیں تو آپ کے لیے ضروری ہے کہ نماز باجماعت پڑھیں بصورتِ دیگر سخت قسم کی وعید پر مشتمل احادیث بھی موجود ہیں۔

فرائض و واجبات کو مکمل طور پر ادا کیا جائے، اگر نادانستگی میں کوتاہی ہو گئی ہو تو اللہ معاف کرنے والا ہے لیکن جان بوجھ کر کوتاہی کرنے سے گریز کریں۔ قرآن پاک کا ایک پارہ روزانہ ترتیب کے ساتھ پڑھا جائے تا کہ ہر یکم کو ایک قرآن پاک مکمل ہو جائے۔ قرآن پاک تجوید سے نہ پڑھ سکنے کی صورت میں روزانہ ایک پارہ کھلے قرآن کے ساتھ سننا شروع کر دیں۔ کوشش کریں کہ آپ کے گھر میں غیر مذاہب کے تہواروں کی آواز نہ گونجے، یعنی بھجن، مندروں کی گھنٹیاں اور اس قسم کی خرافات سے آپ کا گھر پاک ہونا چاہیے۔ رات کو سوتے وقت با وضو ہو کر اول و آخر گیارہ بار درود ابراہیمی کے بعد "لا حول و لا قوۃ الا بااللہ العلی العظیم" کی تسبیح کیا کریں۔ ان تمام باتوں پر عمل کریں، میں ذمہ داری سے عرض کرتا ہوں کہ آپ کے اوپر شیطانی اثرات اثر انداز نہیں ہوں گے۔

ہمارے دین نے بیت الخلاء میں جاتے ہوئے ایک دعا پڑھنے کی تلقین کی ہے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِث" جو کہ ہم میں سے اکثر لوگوں کے علم میں بھی نہیں ہے۔ مجھے خود اس دعا کا بہت مدت بعد علم ہوا۔ اسی تناظر میں ایک واقعہ آیا تو بہت حیران ہوا۔ ایک جوان خاتون پر جن قابض تھا، اس خاتون کو ایک نیک بزرگ کے پاس لے جایا گیا تو انہوں نے تلاوت کی جس سے جن اذیت کا شکار ہوتے ہوئے تلاوت روکنے کو کہنے لگا۔ ان بزرگ نے تلاوت روک کر لڑکی کو تنگ کرنے کی وجہ پوچھی تو اس جن نے کہا کہ میں اس لڑکی کا عاشق ہوں، جب بھی یہ غسل خانے میں آتی تھی تو میں اسے نہاتے ہوئے دیکھتا تھا اور یہ مجھے بہت پسند آگئی۔ آپ دیکھیے کوئی حاسدانہ کاروائی نہیں ہوئی، جادو ٹونہ نہیں کیا گیا بس اپنی کوتاہی کی وجہ سے وہ لڑکی مشکل میں گرفتار ہوگئی، اگر وہ غسل خانے میں جاتے ہوئے وہ دعا پڑھتی تو وہ شیطان اس کو تنگ نہ کر پاتا۔

ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم دین کے حوالے سے بنیادی علم حاصل کریں تا کہ ایسے شر سے انسان محفوظ رہے۔

میں اکثر ایک دعا پڑھنے کو دیتا ہوں "اَللّٰہُ حَافِظِی اَللّٰہُ نَاصِرِی اَللّٰہُ نَاظِرِی اَللّٰہُ مَعِی فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظاً ص وَّ ھُوَ اَرحَمُ الرَّاحِمِیْن"، یہ بظاہر ایک چھوٹی سی دعا ہے لیکن اپنے اندر بہت بڑا مفہوم رکھتی ہے، تُو ہی میری حفاظت کرنے والا ہے، میں خود کو تیرے سپرد کرتا ہوں۔ یہ بات نہ صرف زبان سے مان لیں بلکہ دل سے بھی تسلیم کر لیں تو جنات و آسیب آپ کو چھو تک نہیں سکتے۔ مجھے ایک قصہ یاد آ گیا، میرے ایک عزیز کے دوست ریڈیو پر رات کا پروگرام کرتے تھے۔ رات کے تین، ساڑھے تین بجے انہوں نے واپسی کا قصد کیا تو شارٹ کٹ راستے کا انتخاب کیا جس کے راستے میں قبرستان آتا تھا۔ قبرستان کے پاس آئے تو ان کو سیاہ لباس میں ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کھڑی نظر آئی جس نے ہاتھ سے گاڑی روکنے کا اشارہ کیا۔ یہ صاحب گھبرا گئے کہ رات کے اس پہر ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کو قبرستان کے باہر کھڑے ہونے کی کیا ضرورت ہے، اس لیے گاری نہ رکی۔ ان کی گاڑی نے جب لڑکی کو کراس کیا تو اسٹئرنگ خود بخود بائیں جانب مڑا اور گاڑی ایک جھٹک سے بند ہو گئی۔ انہوں نے دوبارہ گاڑی چلانے کی کوشش کی، اسی دوران گاڑی کے شیشے پر دستک ہوئی، انہوں نے دیکھا کہ وہ لڑکی شیشہ کھٹکھٹا رہی ہے۔ انہوں نے گالیاں دیتے کروک لاک گھمایا تو وہ لڑکی ایک دم پیچھے ہٹی، تب انہوں نے دیکھا کہ اس کے پاؤں سیدھے کی بجائے دائیں اور بائیں سمت میں مڑے ہوئے تھے۔ گاڑی سٹارٹ کر کے بھگا کر لے گئے۔ ابھی کچھ ہی فاصلہ طے ہوا تھا کہ ان کے کندھے پر کسی نے تھپکی دے کر متوجہ کیا۔ انہوں نے شیشے میں دیکھا تو وہ لڑکی پچھلی سیٹ پر براجمان تھی۔ ان صاحب کا دماغ گھوم گیا، انہوں نے پھر کروک لاک گھما کے اُسے مارنے کی

کوشش کی تو وہ اچانک غائب ہو گئی اور اس کے بعد ان کو کچھ یاد نہیں رہا۔ ایسی بات پر یقین کرنا مشکل لگتا ہے مگر چونکہ ان صاحب نے سب کچھ خود مجھے بتایا ہے تو یقیناً ایسا ہوا تھا۔ ان کی بیگم نے ہمارے ایک دوست سے رابطہ کیا کہ ان کے شوہر رات سے بے ہوش ہیں، بہت تیز بخار ہے اور مسلسل اول فول بک رہے ہیں۔

میں نے ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا سات بار پڑھی اور دَم کر دیا، پھر درخواست کی کہ اگلے دن زیتون کا تیل لے کر آئیں تا کہ اسے بھی دَم کر دیا جائے اور وہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے لگا لیا کریں۔ اگلے دن وہ تیل دَم کروانے کے لیے آئے تو کہنے لگے "میں زندگی بھر اتنا پُرسکون نہیں سویا کل کے دم کے بعد سویا ہوں"، اَلْحَمْدُلِلّٰہ۔

اللہ نے زیتون میں یہ شفا رکھی ہے کہ آپ بغیر دم کے رات کو اِس کا تیل سر پر لگا کر سو جائیں تو جنات بھاگ جاتے ہیں، ہاں آپ دَم کیا ہوا تیل لگاتے ہیں تو اس صورت میں خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ سر دھوتے وقت پانی گٹر میں نہ جائے، الگ برتن میں سر دھو کر اس پانی کو کسی کیاری یا گملے میں ڈال دیں۔

ہماری ایک قریبی عزیزہ نے اپنی دو بیٹیوں کا مسئلہ بیان جو رات کو سوتے ہوئے ڈر جاتی تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا بچیوں کے کمرے میں گڑیا یا تصاویر ہیں؟ ان کے اثبات کے جواب میں، مَیں نے ان سے کہا کہ بچیاں جب کھیل لیں تو اس کے بعد گڑیوں کو ایک الماری میں بند کر دیں اور تمام تصاویر بھی کمرے سے ہٹا دیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور دو دن بعد انہوں نے بچیوں کے ٹھیک ہونے کی نوید سنا دی۔

کچھ لوگوں کا مزاج بہت مختلف ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اُن کا مسئلہ بہت بڑا ہے اِس لیے عمل بھی بڑا ہونا چاہئے۔ ایک بار ایک صاحب

ایک مسئلہ لے کر آئے تو میں نے ان کو قرآن کی ایک آیت پڑھنے کو دے دی، ہفتے بعد وہ دوبارہ آئے کہ کچھ خاص افاقہ نہیں ہوا تا میں نے قرآن کی ایک اور آیت پڑھنے کو دے دی مگر وہ ہفتہ بعد کہنے لگے کہ بہت کم اثر ہو ہے۔ اسوقت میرے پاس ایک دوست عمران صاحب موجود تھے، انہوں نے مجھے اشارہ کیا کہ اب آپ ذرا خاموش رہیں اور مجھے بات کرنے دیں۔ انہوں نے اُن صاحب سے کہا کہ چونکہ تمہارا مسئلہ بہت پچیدہ ہے، اس لیے سات دن ایک دیگ نمکین چاولوں کی اور ایک دیگ زردہ چاولوں کی =، روزانہ غریبوں میں تقسیم کرو۔ اب آپ اندازہ لگا لیں کہ اِس عمل کی کُل قیمت کیا ہو گی، سات دن بعد کئی ہزار کی دیگیں بانٹ کر وہ کہنے لگے کہ اب کچھ افاقہ ہوا ہے۔

کچھ لوگوں کا مزاج ہوتا ہے کہ وہ دس روپے کی دوا کو اہمیت نہیں دیتے جبکہ اگر وہی دوا ایک ہزار روپے کی دی جائے تو اس سے ان کو افاقہ ہو جاتا ہے۔ مجھے حکیم اجمل صاحب کا قصہ یاد آ گیا، ان کے پاس ایک صاحب کسی بیماری کے سلسلے میں تشریف لائے تو انہوں نے بطور دوا چار آنے کی لسوڑے کی چٹنی دی۔ اگلے دن نواب صاحب خود اُسی بیماری کے سلسلے میں تشریف لائے حکیم صاحب نے کہا "آپ کو میں ایک خاص دوا کل تک تیار کر کے دے دوں گا، ملازم بھیج کر منگوا لیجیے گا"۔ انہوں نے ہدیہ پوچھا تو حکیم صاحب نے پانچ سو بتایا، وہ پانچ سو دے کر چلے گئے۔ اب تھوڑی دیر بعد حکیم صاحب کے شاگرد نے ان کو دوا تیار کرنے کی بابت یاد دلایا تو انہوں نے کہا کہ تیار کر دیں گے، شاگرد نے کئی بار یاد دلایا یہاں تک کہ نواب صاحب کے دوا لینے کا وقت آ گیا۔ حکیم صاحب نے اپنے شاگرد کو کہا "چار آنے کی لسوڑے کی چٹنی پر چاندی کا ورق لگا کر نواب صاحب کے لیے رکھ لو"۔ شاگرد بہت حیران ہوا اور ماجرا ہوچھا تو کہنے لگے "اگر چار آنے کی دوا دیتے تو نواب صاحب کو

ان کو آرام نہیں آنا تھا"۔ حکیم صاحب نے اخلاقیات کے تقاضے نبھاتے ہوئے چار آنے رکھے اور باقی پیسے اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیے۔ اسی طرح ہمارے ایک دوست ہومیو فزیشن کے پاس ایک بابا جی تشریف لائے جو بہت غریب تھے۔ انھوں دوا دی اور دس روپے مانگے، بابا جی نے پیسے دیے اور دوا لے کر چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب دوپہر کو نماز اور کھانے کی غرض سے باہر نکلے تو دیکھا کہ دوا نالی میں پڑی ہے۔ انھوں نے اپنے اسسٹنٹ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ بابا جی نے یہ دوا نالی میں پھینک دی اور کہا "دس روپے کی دوائی سے کیا آرام آنا ہے؟"۔

اصل میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جتنا بڑا ہمارا مسئلہ ہوگا، اسی قدر بڑا کام کرنے سے ہی وہ دور ہو گا، جبکہ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یا "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" کا ورد ہی بہت ہے۔ "لا الہ الا اللہ"

بہت بھاری ہیں ، ان کی فضیلت بہت زیادہ ہے۔ اب دیکھیے ایک لاحول ولا قوۃ الاباللہ العلی العظیم پڑھنے سے شیاطین کا سردار ابلیس بھاگ جاتا ہے تو سوچیے کیا آپ کا مسئلہ حل نہیں ہوگا ؟

یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے کہ ہم ذہنی طور پر پہلے ہی طے کرلیتے ہیں کہ کم قیمت کی دوا سے ہمیں افاقہ نہیں ہونا اس لیے وہ ہم پر اثرا انداز ہی نہیں ہوتی۔

یہاں میں تعویزات کے نام پر ہونے والی خرافات کا ذکر کرنا چاہوں گے اور انشاء اللہ اس پر اپنی ذاتی رائے بھی آپ کے سامنے عرض کروں گا۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ہاں تعویزات کے چکر میں ایسے افراد بھی الجھے ہوئے ہیں جو نماز و روزے کے پابند باعمل مسلمان ہیں لیکن وہ اسے جائز سمجھتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں تعویزات کی کئی اقسام ہیں جن میں سے ایک وہ ہے جس میں تھری بائے

تھری، فور بائے فور، فائیو بائے فائیو ،سکس بائے سکس اور سیون بائے سیون کے خانوں پر مشتمل طریقہ کار ہیں۔ ان میں سے ہر ایک ڈبے کو پُر کرنے کے لیے چالیں ترتیب دی ہوئی ہیں۔ مثلث کی چار چالیں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک چال کو آتشی، دوسری کو بادی ، تیسری کو آبی اور چوتھی کو خاکی کہا جاتا ہے۔یہ وہ اربع عناصر ہیں جو زندگی کی بنیاد ہیں۔

ان چالوں کی بنیاد پر تعویز لکھے جاتے ہیں۔تعویز عام طور پر عدد کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔ جیسے ندیم کا عدد اور مدین کا عدد ایک ہی ہے۔ نام کے حروف جتنے زیادہ بڑھتے جائیں گے کسی اور طریقے سے انہی اعداد کے دوبارہ آنے کے امکانات بھی زیادہ ہو جائیں گے۔ حروف کے حساب سے بھی تعویز بنائے جاتے ہیں جیسے اللہ کے اسم کو تھری بائے تھری میں لکھا جائے گا۔ فرض کریں اللہ کے اسم رحمان میں چار حروف ہیں تو فور بائے فور میں بھرا جائے گا۔ اللہ کے نام ضار کو اگر لکھا جائے تو تین بائے تین کا تعویذ بنے گا۔ یہ جدول آبی ، آتشی ، خاکی اور بادی چال میں بھرا جاتا ہے۔ فرض کریں میں اللہ کے اسم کا تعویز بنانے کو کہتا ہوں تو ہر خانے میں اللہ لکھا جائے گا لیکن چال کے مطابق تحریر کیا جائے گا۔ مجھے اس بات پر ہنسی آتی ہے کہ اگر آپ جدول میں چال کے مطابق اللہ لکھیں گے تو تعویز کام کرے گا بصورتِ دیگر وہ تعویز کام کرنے سے معذور ہوگا۔

اس سارے طریقہ کار سے آپ کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہیں؟ جو لوگ اس قسم کے تعویزات پر اعتقاد رکھتے ہیں اُن کو یہ دکھا کر پوچھا جائے کہ اللہ کے بندو! اس تعویز نے کام تو اسم "اللہ" کی وجہ سے کرنا ہے تو اس میں ترتیب کی کیا ضرورت ہے ؟

وہ عامل حضرات آپ کو کہتے ہیں کہ چونکہ آپ کا مزاج آتشی،آبی ،

خاکی اور بادی ہے تو اسی لحاظ سے آپ کی چالیں ترتیب دینا پڑیں گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ترتیب سے نہ لکھا جائے تو کیا تعویز اثر کرنا چھوڑ دے گا؟

کچھ تعویز دریا کے کنارے لکھے جاتے ہیں ، کچھ تعویز آگ کے کنارے لکھے جاتے ہیں جبکہ کچھ تعویزوں کو پہاڑ پر جاکر لکھنے کی حاجت ہوتی ہے، کچھ تعویز ایسے ہیں جو چاند کی فلاں تاریخ کو ہی رقم ہوسکتے ہیں۔ ہوا والا تعویز درخت کے ساتھ لٹکانا ہے تاکہ ہوا چلے اور وہ تعویز اثر کرے۔ آتشی تعویز کو آگ میں جلانا ہے اور آبی تعویز کو پانی میں گھول کر پینا ہے اور خاکی کو زمین میں دفن کرنے سے ہی تعویز اثر کرے گا۔

یہ کیا مذاق ہے؟ کیسی جاہلیت ہے ؟ ایک ہی تعویز آپ نے کبھی آگ کنارے، دریا کنارے ، پہاڑ کے اوپر جلانا ہے۔ یہ تعویز سرخ رنگ سے بنانا ہے اور وہ تعویز سیاہ رنگ کی مدد سے لکھنا ہے۔ اگر مشک و زعفران سے نہ لکھا گیا تو بھی تعویز اثر نہیں کرے گا وغیرہ وغیرہ۔ مگر لوگ انہی باتوں سے خوش ہوتے ہیں۔ اگر آپ کسی اللہ والے کے پاس جاتے ہیں تو وہاں موجود چاروں آدمیوں کو وہ لاحول اللہ کی ورد کرنے کی تلقین کرتا ہے تو آپ اسے باعمل سمجھنے سے گریزاں ہوتے ہیں ، اس کے علم پر شکوک و شبہات کا شکار ہوجاتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کے کلام کو اپنی آخرت کا ذریعہ بنائیں اور اسی سے مدد طلب کریں کیونکہ بہترین حاجت روا اسی کی ذات ہے۔

میں تعویز کے جائز و ناجائز ہونے پر بات نہیں کرتا لیکن اگر تعویز لکھنا جائز ہے تو آپ ایک عام لیڈ پنسل ، پین، فونٹین پین سے بھی لکھ سکتے ہیں۔

احادیث میں جابجا ذکر ملتا ہے کہ حضور پاک ﷺ کو خوشبو بہت پسند تھی۔ اس لیے آپ اپنے گھروں میں خوشبو کا اہتمام کیا کریں۔ ہمارے پاس ایسے کئی کیسیز آئے ہیں جن کے گھر صاف ستھرے ہوتے ہیں لیکن پھر بھی بدبو کے بھبھوکے اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ چار چیزوں کی دھونی نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ لوبان، مرمکی، حب الرشاد (لیمن گراس)، ساعت الفارسی وغیرہ۔ احادیث سے ثابت ہے کہ ان چار چیزوں کی دھونی دینے سے کوئی بڑی بیماری پیدا نہیں ہوگی اور جادو اور بد اثرات کو میں بڑی بیماری میں شمار کرتا ہوں۔ حب الرشاد جسے لیمن گراس کہا جاتا ہے وہ آسانی سے آپ اپنے گھر میں اُگا سکتے ہیں۔ اس کی خوشبو بہت اچھی سی ہے۔ اس کے علاوہ لوبان بھی عام دستیاب ہے۔ دھونی دینے سے ہی آپ ان خرافات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

عامل حضرات کی دکانداری ہماری کمزوری ایمان کی وجہ سے چلتی ہے۔ ایک دن دفتر میں ایک عامل صاحب آئے۔ وہ کسی صاحب کے لیے ایک لوح بھی تیار کرکے لائے تھے۔ ان سے ایک صاحب نے گفتگو شروع کردی۔ جنہوں نے اپنے ایک دوست سے مشورہ کرنے کے بعد خریدنے کا پلان کیا۔ اب وہ شخص لوگوں کو رز ق کی کشادگی کے لیے لوح بناکر دے رہا تھا جبکہ اس کی اپنی حالت مفلوک الحال تھی اور وہ دوسروں سے امداد کا طالب تھا۔ دوسروں کے ایمان کے ساتھ کھیلنے والوں کو سوچنا چاہیے کہ روز آخرت ان کا کیا انجام ہوگا۔

میں نے جن تعویز لکھنے والے حضرات کو شرع کا پابند دیکھا ہے انہوں نے آج تک کسی کو قرآن کی آیات، احادیث اور دعا کے علاوہ کسی کی بطور علاج کچھ اور تجویز نہیں کیا۔ ان کو مشک و زعفران سے لکھنے کی حاجت پیش نہیں آتی ہاں البتہ زعفران کا استعمال اس صورت میں

کیا جاتا ہے جب پانی میں گھول کر پلانے والا تعویز دیں۔ پڑھا ہوا پانی اور دَم کیا ہوا پانی احادیث سے ثابت ہے۔ بخاری شریف میں یہ روایت موجود ہے کہ ایک بچے کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا تو صحابی رسول ﷺ سورۃ الفاتحہ پڑھ ، پڑھ کر پھونکتے جاتے تھے۔ بچہ شفایاب ہوگیا۔ جب وہ واپس آئے اور آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو کیسے معلوم کہ یہ رقیہ ہے۔ سورۃ الفاتحہ کا ایک نام رقیہ اور شفاء بھی ہے۔ دنیاکی ہر بیماری جو چاہے جسمانی ہو یا روحانی اس کا علاج سورۃ الفاتحہ میں ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ کے اسماء میں علاج موجود ہے۔ ہم لوگ کہتے ہیں کہ فلاں اسم اللہ پڑھیں گے تو فلاں کام ہوگا جبکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہر کام کے لیے فقط اسم ''اللہ" ہی کافی ہے۔ اسی طرح الرحمن، الرحیم ہی ہر کام کے لئے کافی ہوتا ہے۔ میں نے بہت سے بزرگوں کو یہ کہتے بھی سنا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی کافی ہے کیونکہ اس میں اللہ ، الرحمن ، الرحیم تینوں شامل ہوجاتے ہیں۔

عامل حضرات نام و اسم کے اعداد کو سامنے رکھتے ہوئے دوسروں کے لیے اسم اعظم بھی بتاتے ہیں۔ ایک بزرگ کے پاس روز ایک شخص اسم اعظم پوچھنے آجایا کرتا تھا، انہوں نے بارہا سمجھایا لیکن جس نے نہ ماننا ہو وہ تسلیم نہیں کرتا۔ ایک دن جب وہ آیا تو انہوں نے پاس کھڑے صاحب سے کہا کہ اس کا سر تلاب میں ڈبو دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے اسے چھوڑا تو جیسے ہی اس کا سر تلاب سے نکالا گیا اس کے منہ سے ''اللہ'' کی آواز بلند ہوئی۔

بزرگ نے فرمایا اللہ کے کسی اسم کو ایسے ہی پکارو جیسے یہی تمہارا سہارا ہے اور مان لو ہر اسم اسمِ اعظم ہے۔ آپ کو چاہئے کہ قرآن

کی تلاوت کریں۔ مزید کچھ پڑھنا ہے تو اللہ کے اسماء کی تلاوت کریں۔

فرض کریں اگر آپ نے تاثیر کے لحاظ سے اسماء کا انتخاب کرنا ہے تو اس کے لیے دو چیزیں کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس اسم کا مطلب کیا ہے؟ مثال کے طور پر آپ الرزاق کا اسم لیتے ہیں تو آپ کو بخوبی علم ہوجاتا ہے کہ یہ اسم رزق کی کشادگی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن پاک میں جہاں، جہاں اللہ کے اسماء آئے ہیں اس سے پہلی دو تین آیات سے پڑھتے ہوئے اس آیت تک آئیں تو آپ کے علم میں آئے گا کہ اللہ پاک نے اپنے اسم والی آیت سے قبل پچھلی آیات میں کسی نہ کسی برائی کی جانب نشان دہی کی ہے اور اس کے بعد اللہ پاک نے اپنی صفت کا ذکر فرمایا ہے۔ اور پتا لگتا ہے کہ اس اسم میں کس بیماری کا علاج ہے۔

یہ طریقہ کار عین شریعت کے مطابق ہے لیکن بات فرائض و واجبات پر آکر ختم ہوجاتی ہے کہ وہ ضرور ادا کریں۔ اس کے علاوہ اگر قرآن کو بھی فرائض میں شمار کرلیں تو خیرو برکت رہے گی کیونکہ کلام اللہ کو اسی طرح فوقیت حاصل ہے جیسے تمام مخلوق میں اللہ پاک کی ذات واحد کو ہے۔ قرآن کو جسقدر دل ہو پڑہیں۔ کبھی ایک پارہ کبھی زیادہ۔ اس کے علاوہ درودِ ابراہیمی آپ کے پاس موجود ہے جس کا بیان خود اللہ پاک نے ہمیں نماز میں بتایا ہے۔ ان سب کے ہوتے ہوئے آپ کو عامل حضرات کے پاس جانے کی حاجت ہی نہیں ہونی چاہیے ہاں اگر پھر بھی آپ کا کام نہیں ہوتا تو اس کی دو وجوہات ہیں۔

اول یہ ہے کہ اللہ پاک کو یہ کام فی الحال منظور نہیں ہے اور دوئم یہ ہے کہ آپ کا ایمان اتنا کمزور ہوچکا ہے۔ جیسا کہ وہ شہد والی حدیث

پہلے بیان کی تھی کہ اگر اثر نہی ہو رہا تو اسکا پیٹ جھوٹ بولتا ہے۔

آگے ہم تعویز کے جائز و ناجائز ہونے پر بات کریں گے۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صراط مستقیم پر چلائے اور تمام خرافات سے محفوظ رکھے آمین۔

وَصَلَّى اللّٰہُ عَلٰى خَیْرِ خَلْقِہٖ، سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اٰلِہٖ، وَاَصْحَابِہٖ، وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ،

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

بیان ۵: تعویذات اور علاج

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، اِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ، شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ، خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ،

سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

قرآن پاک کے فیوض و برکات سے انکار ممکن نہیں۔ روزانہ قرآن پاک کی تلاوت کرنے، اسے پڑھنے سے جادو اثر انداز نہیں ہوتا تو اِسی نقطے کو سامنے رکھتے ہوئے ایک بھائی نے سوال کیا ہے کہ حضور پاک ﷺ پر جادو ہوا تھا تو وہ کیا ماجرا تھا ؟

بے شک آپؐ پر جادو کیا گیا تھا لیکن کیا اُس جادو نے آپؐ پر اثر کیا؟ اس سوال کا جواب کسی روایت سے ثابت نہیں ہے۔ دو ایسی روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ماسوائے ہلکا زکام کے آپؐ پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

دوسری روایت سے یہ علم ہوتا ہے کہ آپؐ کو وسوسہ ہوا تھا کہ آپؐ کو محسوس ہوتا کہ آپ اپنی فلاں زوجہ سے مل کر آئے ہیں جبکہ حقیقت میں آپؐ کی ان سے ملاقات نہیں ہوئی ہوتی تھی۔

تاریخ میں بہت سے ایسے محدثین و آئمہ گزرے ہیں جنہوں نے ان روایات کو قبول کیا ہے جبکہ بہت سے دوسرے آئمہ و محدثین نے ان روایات کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ جن محدثین نے ماننے سے انکار کیا ہے، انکا خیال تھا کہ اگر جادو کا اثر آپؐ پر ہوا تھا تو اس کا یہ مطلب ہے کہ آپؐ کی نبوت میں خلل واقع ہوا ہے۔

تیسری روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اگر آپؐ کو ایک معمولی نوعیت کی کیفیت ہوئی تھی۔ ایک جگہ مبہم سا اشارہ چالیس دن پر محیط کیفیت کا ملتا ہے۔

جن محدثین نے خللِ نبوت کی وجہ قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔ان میں سے الماضری فرماتے ہیں۔

"معتدین نے اس حدیث کا انکار کیا ہے کیونکہ ان کے خیال میں یہ حدیث منصبِ نبوت کی توہین ہے اور اس میں شکوک وشبہات پیدا کرتی ہے۔ اسے درست تسلیم کرنے سے شریعت سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ یعنی اگر وسوسہ ہو تو ہوسکتا ہے کہ حضرت جبرائیلؑ تشریف لائے ہوں اور وہ نہ آئے ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ آپؐ کی طرف وحی ہوئی ہو لیکن اصل میں وحی نہ ہوئی ہو۔ روایات سے ثابت ہے کہ آپؐ تکمیل وحی کے معاملے میں معصوم اور سچے تھے۔ آپؐ کی عصمت، معجزات دلیل سے ثابت شدہ حقیقت ہیں۔اس کے خلاف جو بات ہوگی وہ بے جا تصور کی جائے گی"۔

میرا اپنا ماننا بھی یہی ہے کہ آپؐ پر جادو کے اثرات نہیں ہوئے تھے اور زیادہ سے زیادہ زکام کی کیفیت ہو سکتی ہے اور اسکا مقصد بھی امت کی اصلاح ہے کہ اگر ایسا ہو تو کیا کیا جائے۔

اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ قرآن پاک میں اللہ نے حضرت آدمؑ کا قصہ بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا جس میں اللہ نے شیطان مردود سے واضح الفاظ میں فرمایا تھا کہ تُو میرے نیک بندوں کو بھکا نہیں سکتا۔

اگر شیطان بھکانے جیسا ادنیٰ کام نہیں کرسکتا تو بتائیے کسی نیک پرہیزگار، متقی انسان پر کیسے گھرے اثرات چھوڑ سکتا ہے۔ بھکانا، بڑے، بڑے جادو کے اثرات سے نسبتاً ایک چھوٹی بات ہے۔ شیطان جن کو بھکانے کی قوت نہیں رکھتے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ کے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر شیطانی اثرات چھوڑے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ آپ پر جادو ہوا لیکن جادو کے گھرے اثرات مرتب ہونا قرآن کے اشارات و احادیث سے متصادم ہیں۔

دوسری طرف قرآن پاک میں حضرت موسیٰؑ کا جادو گروں کے ساتھ قصہ بیان کیا ہے جس میں جادو گروں کی طرف سے پھینکی گئی لاٹھیاں سانپ محسوس ہوئیں جبکہ بفضل خدا جب حضرت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی ان کی طرف پھینکی تو اس نے ایک بڑے اژدھے کی شکل اختیار کرلی اور باقی تمام سانپوں کو نگل لیا۔ اب قرآن نے یہ کہیں بیان نہیں کیا کہ وہ لاٹھیاں سانپ بن گئی تھیں بلکہ قرآن نے یہ بیان کیا ہے کہ ایسا محسوس ہوا تھا کہ وہ لاٹھیاں سانپ بن گئیں۔

دو باتیں زِیر نگاہ رکھیں۔ اول یہ ہے کہ اگر نبی پر جادو کا اثر ہو تو اس کے پس پشت امت کی تربیت مقصود ہوگی۔ اگر اثر ہوا تو وہ عارضی اور نقصان

سے بالاتر ایک کیفیت طاری ہونے کی حد تک ہوگا۔ اسی لیئے کہا گیا کہ صرف زکام کی سی کیفیت ہوئی۔ ان حالات میں امت کی تربیت کیلئے انکو سورۃ الناس اور سورۃ الفلق پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

انبیاء سے متعلق ایسی روایات جن کا تعلق بشری کمزوری سے ہے ، ان کے پیچھے اللہ کی حکمت کارفرما ہوتی تھی تاکہ امت کی تربیت کی جائے اور ایسی صورتوں میں اُن کو اثرات دور کرنے کے لیے کلام بتایا جائے۔

میرا ایمان ہے کہ آپؐ پر جادو کیا گیا ہے لیکن اس کے اثرات مرتب نہیں ہوئے۔ اللہ پاک نے سورۃ البقرہ میں فرمایا ہے "وہ (یعنی جادوگر) کسی کو جادو کے ذریعے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ جب تک اس میں اللہ کا اذن نہ ہو"۔ جادو اس وقت تک اثر انداز نہیں ہوسکتا جب تک اس میں اللہ کا اذن شامل نہ ہو۔ اگر ہم پر جادو نے اپنا اثر کیا ہے تو ہمیں سوچنا ہوگا کہ اس میں اللہ پاک کا اذن کس وجہ سے شامل ہوا ہے۔ اللہ کے اذن شامل ہونے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ پہلی یہ کہ اللہ پاک کو امتحان درکار ہوسکتا ہے اور دوسری یہ کہ ہمارے کسی عمل یا کوتاہی کی وجہ سے بطور سزا ہم اس کا شکار ہوئے ہوں۔ ان دونوں صورتوں میں انسان کو کثرت کے ساتھ قرآن و نوافل پڑھنے اور استغفار کرنے کی ضرورت ہے۔

اسی ضمن میں مزید ایک بات کرنا چاہوں گا۔ آج کل ہمارے ٹیلی ویژن میں آسٹرالوجی (ستاروں کا علم) کے پروگرام کیے جارہے ہیں۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف موجود ہے کہ آپؐ نے فرمایا ''جس نے ستاروں کا علم سیکھا گویا اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھ لیا۔ وہ ستاروں کے علم میں جتنا آگے جائے گا اتنا اس کے جادو کے علم میں اضافہ ہوگا"۔ ایک اور روایت جو حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا "وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جس

نے فال نکالی یا اس کے لیے فال نکالی گئی۔ جس نے غیب کو جاننے کا دعوىٰ کیا یا وہ غیب کا دعوىٰ کرنے والے کے پاس گیا۔ جس نے جادو کیا یا اس کے لیے جادو کیا گیا"۔

اللہ کے رسول ﷺ نے جب فرمادیا کہ ان کاموں میں ملوث شخص ہم میں سے نہیں ہے تو بات یہیں پر ختم ہوجاتی ہے۔ ہمارے معاشرے میں قرآن سے فال نکالنا بھی رائج ہے، لیکن مستند مشائخ کی کتب سے یہ ثابت نہیں ہے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ اگر مشائخ نے اپنی کتب میں کسی چیز کا ذکر بھی کیا ہو تو لوگ سمجھتے ہیں کہ بزرگ اسے تسلیم بھی کرتے ہوں گے اور اسی کو بنیاد بنا کر وہ گمراہی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ایسا ضروری نہیں کہ وہ اسکو تسلیم بھی کرتے ہوں۔ محدثین نے عوام میں شعور پیدا کرنے اور ان کی راہنمائی کے لیے اپنی کتب میں موضوع روایات کی نشان دہی کی ہے اور لوگ ان روایات کو بنیاد بنا کر اپنے نظریات وضع کرلیتے ہیں۔

دم کرنا اور کروانا احادیث سے ثابت ہے لیکن دم قرآن پاک کی سورة، آیات، احادیث سے ثابت روایات اور اسماء الٰہی کا ہونا چاہیے جو شریعت کے عین مطابق ہے۔ اس پر امام جلال الدین سیوطیؒ نے فرمایا ہے کہ "وہ دم جو اللہ کے کلام پر، اسماء الٰہی پر مبنی ہو، وہ دم جو عربی زبان میں ہو اور اس کے معنی مشہور (شریعت کے مطابق) ہوں۔ دم کرنے اور کروانے والا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ دم فی النفسہ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ سارا معاملہ اللہ سے ہے اگر اللہ نے چاہا تو اثر ہوگا۔ آخری فیصلہ حدیث سے وارد ہے کہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ شریر جنوں سے، انسانوں کی نظربد سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ سورة الفلق اور سورة الناس نازل ہوگئی"۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب سورة الفلق و الناس نازل ہوگئی تو آپؐ نے باقی تمام ورد چھوڑ دیے اور یہ ورد کرنے لگے۔

اب کچھ بات تعویز کے جائز و ناجائز ہونے پر کرلی جائے۔ اس میں سب سے پہلے میں ان لوگوں کا ذکر کروں گا جو اسکو ناجائز کہتے ہیں اور کیوں کہتے ہیں۔ پھر میں ان لوگوں کی بات کروں گا کہ جو لوگ تعویز کو جائز کہتے ہیں تو کیوں کہتے ہیں اور پھر میں اپنی رائے دوں گا۔

اب سب سے پہلے ان لوگوں پر بات کرتے ہیں جن کے نزدیک تعویز شرک، حرام اور ناجائز کام ہے۔ ان کی اس سوچ کے پیچھے ابن ماجه ،ابو داؤد، احمد کی کچھ روایات ہیں۔ اُن روایات کا خلاصه یه ہے که تعویز شرک ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کافرمان ہے که ایک شخص نے گلے میں تعویزپہن رکھا تھا اور آپؐ نے اس کی بیعت قبول نہیں فرمائی۔ آپؐ کی ناگواری پر اس نے گلے سے تعویزاتار کرپھینکا توتب آپؐ نے اس کی بیعت قبول کی۔

وہ تعویزات کو شرک ثابت کرنے پر ایک دلیل یه دیتے ہیں که انسان کا اللہ پر ایمان کمزور ہوجاتا ہے اور وہ ان تعویزات پر زیادہ انحصار کرنے لگتا ہے۔ اس دلیل پر عرض کروں گا که ایسی صورت میں یه دلیل ہر چیز پر لاگو ہوسکتی ہے۔ دوا اور دم کئیے پانی دونوں پر یه دلیل یکساں لاگو ہوسکتی ہے۔ اگر ایک شخص اپنا عقیدہ بنالیتا ہے که اسے بخار ہے تو پیراسٹمول میں ہی وہ خصوصیت ہے که اسے کھانے سے آرام آئے گا تو یه شرک ہے۔ یہاں امام سیوتیؒ کی بات صادق آئے گی که دم فی النفسه کوئی چیز نہیں ہے بلکه سارا معامله اللہ سے ہے اگر اللہ نے چاہا تو اثر ہوگا۔ دم کیا ہوا پانی ہو یا تعویز، اگر اللہ نے چاہا تو شفانصیب ہوگی۔ دم اور تعویز ایک سبب ہیں اصل چیز تو اللہ پاک کی ذات اقدس اوراس کی رضا ہے۔

اب اُن لوگوں کا نقطه بیان کرتا ہوں جن کے نزدیک تعویز جائز ہیں۔ وہ امام احمد بن حنبلؒ کی روایت کے بارے میں کہتے ہیں که وہ شخص چونکه اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں اسلام قبول کرنے کی نیت سے آیا تھا اس

لیے اُس نے اپنے گلے میں جو تعویز پہنا ہوا تھا وہ ایک غیر اسلامی چیز تھی اور ممکن ہے کہ وہ شرک سے بھی لبریز ہو۔

وہ ان روایات کو مانتے ہیں کہ جن سے تعویز کا ناجائز ہونا ثابت ہے لیکن یہ روایات تعویز پر لکھے شرکیہ مواد کیوجہ سے اسکو جانائز کرتی ہیں۔ ان کے بقول ہم ایسی تمام چیزوں سے منکر ہیں جو شرک پر مبنی ہوں اور اسلام قبول کرنے سے قبل رائج ہوں۔ مسئلہ دم یا تعویز کا نہیں ہے بلکہ اُن الفاظ کا ہے جو استعمال ہورہے ہیں۔ اگر الفاظ سے شرک ٹپکے گا، غیر اسلامی باتیں چھلکے گی تو وہ چاہے وہ تعویز ہو یا دم ہو قطعی جائز نہیں ہوں گے۔ اسی طرح وہ دم کے سلسلے میں ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ جس میں صحابہ کرامؓ آپؐ کے پاس کوئی دعا لاتے کہ وہ اسکو رقیہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں تو آپؐ دیکھتے کہ اگر اس میں کوئی شرکیہ بات نہ ہوتی تو اسکی اجازت دے دیتے۔

پس وہ کہتے ہیں مسئلہ دم یا تعویز کا نہیں بالکہ ان الفاظ کا ہے جو ان میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کرتے ہیں جسے ابن کثیر رحمتہ اللہ نے اپنی تفسیر سورۃ المومنون کی آیت ستانوے کے اندر پیش کیا ہے۔ ابن کثیر، ابو داؤد، ترمذی، احمد بن حنبلؒ، ابن ابی شعبہ، حاکم، بیہقی،نسائی، مغوی، منضری، رازی، نبوی، ابن قیم اور دیگر علماء نے اس روایت کو بیان کیا ہے۔ ابن قیمؒ جو کہ ابن تیمیہؒ کے شاگرد ہیں اور علماء اہل حدیث اِن دونوں کو بہت درجہ دیتے ہیں اس کے علاوہ علماء دیوبند کا ایک گروہ بھی ان اصحاب کی نہایت تکریم کرتا ہے۔ عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں " میرا دستور یہ تھا کہ ایک دعا (جو اس روایت میں لکھی ہوئی ہے) میں ذہین بچوں کو یاد کروادیتا تھا جبکہ دوسرے بچوں کے گلے میں وہ ڈال دیا کرتا تھا"۔ اس روایت کی بنا پر وہ تعویز کو جائز سمجھتے ہیں۔ معاملہ یہ ہے کہ دونوں مکاتبِ فکر کی

جانب احادیث موجود ہیں۔ اس روایت کی بناپر مندرجہ بالا علماء اور ابن تیمیہؒ نے تعویز کا جواز بنایا ہے لیکن انہوں نے وضاحت کی ہے کہ اس میں شرکیہ الفاظ ، غیر اسلامی اور مبہم الفاظ نہ ہوں۔ جیسے لوگ ریکی میں سمبل آف پاور وضع کیے ہوئے ہیں ، یہ کیسے سمبل آف پاور ہیں ؟ اس پر یہ کہہ دینا کہ ہمارے استاد نے کہا تھا اور استاد کہے کہ یہ بات میرے استاد نے بتائی تھی ،یہ طریقہ کار لاگو نہیں ہوسکتا تاوقتہ کوئی مستند دلیل موجود ہو۔ ہر وہ چیز ممنوع ہوگی جو مبہم ہوگی ، وہ کلام قطعا" تسلیم نہیں کیا جاسکتا جس سے شرک کی بُو آئے۔

کراچی سے میرے ایک عزیز دوست ہیں۔ ان کی والدہ کی دوست ان کے پاس آکر تمام مسائل حل کے لیے تعویز لکھنے کی فرمائش کرتیں۔ انہوں نے بارہا کہا کہ اماں جی میں تعویز نہیں لکھتا اور نہ مجھے لکھنے آتے ہیں۔ وہ ماننے سے انکاری رہیں اور کہتی رہیں کہ مجھے علم ہے کہ تم تعویز لکھ سکتے ہو۔ بس تم میری بیٹی کے لیے تعویز لکھ دو کہ اس کا رشتہ آجائے۔ لاکھ سمجھایا مگر بزرگ خاتون نے نہ ماننا تھا اور نہ مانیں۔ انہوں نے تنگ آکر ایک سادہ صفحے پر ''یااللہ اس بچی کی شادی جلدی سے ہوجائے آمین'' لکھ کر تعویز بنا کر ان کو بچی کے گلے میں لٹکانے کی نصیحت کی۔ اللہ کی کرنی ایسی ہوئی کہ ایک ہفتہ کے اندر، اندر اس کی بچی کا رشتہ ایک اچھی جگہ طے ہوگیا۔ وہ خاتون اس کے بعد ان کی مداح ہوگئیں حالانکہ انہوں نے اللہ سے فقط دعا کی تھی۔

کچھ دیر کے لیے تعویز کو جائز گرداننے والوں کے نظریے سے سوچیں تو یہ تعویز جائز ہے کیونکہ اس میں آپ نے غیر اسلامی اور شرکیہ بات نہیں کی ہے بلکہ آپ نے دعا لکھ دی ہے۔ اللہ پاک بے نیاز ہیں وہ قبول کرنا چاہیں تو قبول کرلیں ، نہ کرنا چاہیں تو کُل کائنات کا اختیار اسی ذات پاک کو ہے۔

برصغیر پاک و ہند کی علماء اہلِ حدیث کی سندِحدیث مولوی نذیر احمد دہلوی سے ملتی ہے۔ گزشتہ دنوں مجھے غالبا" ڈاکٹر انیس کا علوم الحدیث کے کورس کے لیکچر سننے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے اس میں جو کتاب استعمال کی تھی میں نے وہ منگوالی۔ اس کتاب میں نذیر احمد دہلوی کے نام کے ساتھ بہت بڑے، بڑے القابات جیسے شیخ الکل فی الکل وغیرہ تحریر کیے گئے ہیں۔ مولوی نزیر احمد کے فتاویٰ نذیریہ میں لکھا ہے کہ تعویز لکھ کر گلے میں ڈالنا جائز ہے ہاں البتہ کچھ تابعین نے اس سے اختلاف کیا ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ یہ جائز ہے۔ مکتب اہل حدیث کے مزید کچھ علماء کا فتاوی عرض ہیں۔

عبدالرحمن مبارک پوری بھی گلے میں تعویز لٹکانے کے جواز کے قائل ہیں اور حضرت عبداللہ ابن امر رضی اللہ عنہ کی روایت کا ترجمہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے بالغ بچوں کو دعا سکھاتے تھے اور نابالغ بچوں کے لیے ایک کاغذ پر لکھ کر گلے میں لٹکاتے تھے۔ روای ابو داود و ترمذی۔ اس روایت کی شرح میں انہوں نے لکھا ہے کہ جس میں اللہ کا نام ، آیت یا دعا لکھی ہو تو وہ بالغ کے گلے میں لٹکانا بھی درست ہے۔ مُلا علی قاری حنفی نے اپنی کتاب مشکوۃ میں لکھا ہے کہ یہ اصل ہے ان تعویزات کے گلے میں لٹکانے میں جس میں اللہ کے اسماء لکھے ہوں۔

نواب صدیق حسن خان نے "کتاب التعویزات" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ عبداللہ روپڑی صاحب تعویزات لکھا کرتے تھے۔ حافظ عبدالعصری صاحب عبداللہ روپڑی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جب ہم عبداللہ روپڑی صاحب کی زیارت کے لیے گئے تو اس وقت موصوف تعویزات اور جھاڑ پونچھ میں مصروف تھے اور خواتین کا ہجوم دوسرے کمرے میں موجود تھا۔ ایک ، ایک کرکے خواتین پاس والے کمرے میں جاتیں اور ازالہ حاجت کے بعد اپنے گھر کی راہ لیتیں۔

غیر مقلد عالم ابو الحسن افغانی کے پاس تعویز لکھوانے والوں کا ہجوم بے کراں ہمیشہ موجود رہتا تھا۔ نذیر احمد رحمانی کہتے ہیں کہ ایام آخر میں وہ بھونپڑی مسجد کے حجرے میں مقیم ہوگئے ، ان کے پاس تعویز لکھوانے والوں کا تانتا بندھا رہتا تھا اور لوگوں نے ان سے بہت فیض حاصل کیا۔

علماء اہل حدیث کے اکابرین تعویز کے قائل ہیں۔ میرے پاس علماء دیوبند کے بانی اشرف علی تھانویؒ کی کتاب اعمالِ قرآنی موجود ہے جس میں انہوں نے مسائل کے حل کے لیے مختلف سورتوں کے بارے میں بتایا ہے اور بہت سی جگہوں پر لکھا ہے کہ اس کا کاغذ پر لکھ کر گلے میں لٹکالیں۔ رشید احمد گنگوہیؒ جو شریعت کے معاملے میں سخت گیر ہیں ، ان کے تعویزات کے عکس میرے پاس موجود ہیں۔ علماء بریلوی سب تعویز کو تسلیم کرتے ہیں۔

تعویزات کے معاملے صحابہ اکرام کے درمیان بھی اختلاف رائے پایا جاتا ہے مثال کے طور پر عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ کے نزدیک قرآن پاک کی آیات اور اسماء کو لکھ کر گلے میں لٹکانا جائز ہے البتہ شرکیہ کلمات پر مبنی تعویزات ناجائز ہیں۔ ابن مسعودؓ و ابن عباسؓ رضوان اللہ اجمعین کے نزدیک قرآن کی آیات و اسماء الٰہی پر مشتمل تعویزات بھی ناجائز ہیں۔ یہ دونوں اصحابؓ اس کی ایک نہایت معقول وجہ بیان فرماتے ہیں کہ کلام اللہ پر مشتمل تعویز پہنے ہوئے آپ بیت الخلاء جائیں گے تو اس سے قرآن پاک کی بےحرمتی ہوگی۔

ابن ابی حاکم کی روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی گردن پر دَم کیا ہوا دھاگہ دیکھا تو اسے کاٹ دیا۔ اسی طرح آپ ایک شخص کی تیمارداری کے لیے گئے تو اس کے بازو پر بندھا دھاگہ کاٹ

کر پھینک دیا اور فرمایا اسے پہنے ہوئے اگر تُو فوت ہوجاتا تو میں تیری نمازِ جنازہ بھی نہ پڑھتا۔ امام احمد بن حنبلؒ تعویز کے ناجائز ہونے کے قائل ہیں۔ آپؒ کا جب انتقال ہوا اور آپ کو غسل کے لیے لے جایا گیا تو آپ کے بازو پر ایک تعویز بندھا ہوا تھا۔ ان کے صاحبزادے پریشان ہوگئے کہ وہ تعویز کے خلاف تھے جبکہ انہوں نے خود پہنا ہوا ہے۔ جب اس تعویز کو کھولا گیا تو علم ہوا اس میں موئے مبارک ﷺ تھا۔ موئے مبارک کو حضرت خالد بن ولیدؓ نے بھی اپنی ٹوپی میں سی رکھا تھا۔

حافظ ابن حجر اسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے اللہ، مولا پر بھروسہ کرتا ہے، جو ہر شے کا مالک و مختار ہے تو اللہ پاک اس کے لئے کافی ہوجاتا ہے۔ اس کی حفاظت اپنے ذمے لے لیتا ہے اور ہر شر سے اسے محفوظ رکھتے ہوئے اس سے محبت کا سلوک کرتا ہے۔

حضرت وہب رضی اللہ عنہ حدیث قدسی سناتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے حضرت داؤدؑ کو وحی بھیجی کہ مجھے اپنی عزت و عصمت کی قسم ہے کہ میرے بندوں میں سے جو شخص بندوں کو چھوڑ کر میرے ساتھ دلی تعلق قائم کرے گا تو اس کے خلاف اگر ساتوں آسمان ، زمین اور اس میں بسنے والے سازش کرنا چاہیں تو میں اس کے لیے کوئی نہ کوئی راستہ نکال دوں گا لیکن اگر اس مجھے چھوڑ کر مخلوق کے ساتھ تعلق قائم کرنے کی کوشش کی تو میں تمام قسم کے اسباب و ذرائع ختم کردوں گا اور زمین اس کے پاؤں تلے سے نکال دوں گا اور پھر مجھے کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ وہ کس وادی میں جاکر تباہ ہوتا ہے۔

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ کے ایک شخص کو دیکھا جس نے انگلی میں پیتل کا چھلا پہنا ہوا تھا۔ آپؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ بیماری کی وجہ سے پہن رکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا یہ اتار دو

کیونکہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ یہ کمزوری اور بیماری کو بڑھا دے گا۔ اس چھلے کو پہنے ہوئے اگر تجھے موت آگئی تو تجھے کبھی نجات حاصل نہیں ہوگی۔

اسی طرح کی روایات کی بناپر تعویز کو ناجائز و حرام کہا جاتا ہے۔

تمام مکاتب فکر کی آراء کے بعد میں اپنی ذاتی رائے آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ رائے دینے سے قبل ایک بات عرض کردوں کہ تعویز کی حمایت اور مخالفت میں صحابہ اکرام رضوان اللہ علہیم اجمعین کے درمیان بھی اختلاف رائے پایا جاتا ہے اور بڑے آئمہ و محدثین اور علماء کے نام بھی آتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے ؟

اُن معاملات میں جن میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے میں اُن میں محتاط طرز عمل رکھتا ہوں۔ عبد اللہ ابن امر رضی اللہ عنہ سے روایت سے جو محتاط رویہ سامنے آتا ہے، وہ یہ ہے کہ وہ اپنے بالغ بچوں کو دعا سکھاتے تھے اور نابالغ بچوں کے لیے ایک کاغذ پر لکھ کر گلے میں لٹکاتے تھے ، اس عمل کو سامنے رکھتے ہوئے میری رائے یہ ہے کہ وہ فقط چھوٹے بچوں کے گلے میں تعویز لٹکاتے تھے جبکہ بڑوں کو دعا سکھاتے تھے۔

اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ جو شخص قرآن و دعا کو درست مخارج کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اسے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ تعویز کا استعمال کرے بلکہ وہ ورد جاری رکھے۔ جو درست مخارج کے ساتھ نہیں پڑھ سکتے، اس میں ایک محتاط رویہ اپناتے ہوئے میری رائے یہ ہے کہ اس کے گھر والوں میں سے جو درست مخارج کے ساتھ پڑھنا جانتا ہوں ، وہ پڑھا کرے۔ میں نے خود بہت دیر بعد تجوید سیکھی اور میرے بچے مجھ سے پہلے سیکھ چکے تھے۔ تجوید سیکھنے سے پہلے ایک تو طریقہ یہ تھا کہ میں کوئی تعویذ پہن لیتا مگر میں اپنے بچوں سے کہتا تھا کہ تم مجھے دم کر

دو اور یہ زیادہ بہتر ہے۔ اس طرز عمل کو اپنانے کے بعد تعویز کی حاجت پیش نہیں آتی۔

اپنے پاس آنے والے احباب سے میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کی تجوید درست ہے اور درست نہ ہونے کی صورت میں گھر والوں میں سے پوچھتا ہوں۔ جس کی تجوید درست ہوتی ہے اس سے آیات و اسماء الٰہی پڑھوا کر پانی پینے کی درخواست کرتا ہوں۔ اگر گھر میں بھی قرآن پاک کو درست تجوید کے ساتھ پڑھنے والا موجود نہیں تو ایسے شخص کی آواز میں وہ آیات و اسماء الٰہی ریکارڈ کروالیں جس کی تجوید درست ہو۔

مخلصانہ درخواست یہ ہے کہ قرآن پاک تجوید کے ساتھ سیکھ لیں اگر آپ کسی وجہ سے سیکھنے سے معذور ہیں اور تعویذ دینا ہو تو میں پسند کرتا ہوں کو وہ اسماءاللہ، آیات، دعا پر مشتمل ہو اور اسکے مطالب اور معنی واضح ہو اور اسکے ساتھ ساتھ تجوید سیکھیں۔

آجکل قرآن پاک کی آڈیو مارکیٹ میں میسر ہیں۔ آپ روزانہ ترتیب کے ساتھ ایک پارہ سنا کریں اس سے آہستہ ، آہستہ آپ کی تجوید بہتر ہوتی جائے گی۔ علاوہ ازیں قرآن پاک کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے جبکہ ہمارے ہاں پڑھائی جانے والی تراویح اس قدر تیزی کے ساتھ پڑھی جاتی ہے کہ اللہ معاف کرے ثواب کی بجائے گناہ کا امکان پیدا ہوجاتا ہے۔ تقریبا ڈیڑھ گھنٹے میں سورۃ البقرہ ایک مناسب رفتار کے ساتھ پڑھنے سے مکمل ہوجاتی ہے۔ ایک سورۃ کی آڈیو مکمل ارتکاز کے ساتھ روزانہ سنی جائے تو آپ کو تعویز کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ آپ قرآن پاک کی تلاوت کر کے اسکو پانی پر دم بھی کر سکتے ہیں۔ آپ کسی کاغذ پر ایسی سیاہی سے لکھ لیں جسکو پیا جا سکے تو اسکو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اس پر ایک بات بتاتا چلوں که ایک جاپانی سائنسدان نے ایک عجیب طرح کا طریقه وضع کیا ہوا ہے۔ وہ ایک گلاس کے پانی میں محبت اور دوسرے گلاس کے پانی میں نفرت لکھ کر ڈال دیتا ہے۔ ایک عمل کے بعد اس پانی کو جما کر اس کو طاقتور خوردبین سے دیکھا جائے تو محبت والا کرسٹل خوبصورت ہوتا ہے جبکه نفرت والا کرسٹل بدصورت ہوجاتا ہے۔ اس نے ایک سوفٹ میوزک لگایا تو کرسٹل خوبصورت رہا جبکه گھٹیا قسم کے میوزک سے کرسٹل بدصورت رہتا ہے۔ دیکھیے اس سے دَم کا کانسیپٹ سائنس سے بھی ثابت ہوجاتا ہے اور اسی سے میں نے سوچا که کیوں نه آڈیو لگا کر سن لی جائے۔ سوفٹ میوزک سے اسے اچھا کرسٹل مل سکتا ہے تو انسان خود اندازہ لگاسکتا ہے که قرآن پاک کی تلاوت سننے سے انسانی جسم کے اندر کیا ، کیا توانائیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ کیا ، کیا فوائد حاصل ہوسکتے ہیں۔

آج سے صدیاں قبل جب انسان قرآن نہیں پڑھ سکتا تھا تو ان کی معذوری سمجھ میں آسکتی ہے لیکن موجودہ دور میں انسان کی آسانی کے لیے بہت کچھ موجود ہے اس لیے بہانه نہیں گھڑا جاسکتا۔ اس آسانی کے باوجود جو لوگ قرآن نہیں پڑھتے وہ میرے نزدیک ان چھوٹے لوگوں کی طرح ہیں جن کے گلے میں عبداللہ بن امر رضی اللہ عنه تعویز بنا کر لٹکادیا کرتے تھے۔

احسن یه ہے که آپ خود تجوید کے ساتھ قرآن پڑھیں اگر آپ نہیں پڑھ سکتے تو اپنے گھر کے کسی فرد سے سنا کریں۔ آپ یه بھی عمل اختیار کرنے سے معذور ہیں تو آڈیو سنا کریں۔

میں تعویز کے جائز و ناجائز ہونے کی بحث میں نہیں پڑتا میں یہ کہتا ہوں کہ جو قرآن و دعا پڑھنے کے قابل ہوں اُن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے گلے میں تعویز لٹکائیں۔

میرے ایک دوست آئے تو ان سمیت ان کے تمام گھرانہ والوں نے قرآن پاک تجوید کے ساتھ نہیں پڑھا ہوا تھا۔ میں نے ان کو پہلے نماز کو فوری طور پر تجوید کے ساتھ پڑھنے کی تاکید کی تاکہ فرائض و واجبات درست طریقہ سے انجام ہوتے رہیں۔ اس کے ساتھ ، ساتھ ان کو قرآن پاک کے اصلاح لینے کی درخواست کی اور لاحول ولا قوۃ الہ باللہ العلی العظیم کی تسبیح پڑھنے کی تاکید کی۔ اگر کوشش کی جائے تو انشاء اللہ ایک دو ہفتوں کے بعد انسان درست مخارج کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے کے قابل ہوجاتا ہے۔

تعویز لٹکانے سے اچھا عمل یہ ہے کہ آپ "استغفراللہ" کا ورد کریں۔ اس میں مخارج کا استعمال اتنا مشکل نہیں ہوتا اس لیے آپ کو کوئی معذوری درپیش نہیں ہونی چاہیے۔ آپ ان اسماء کا ذکر کر سکتے ہیں جن میں تجوید آسان ہے۔ ہاں البتہ اگر انسان طے کرلے کہ اسے تعویز پر اکتفا کرنا ہے تو پھر میں کیا کہ سکتا ہوں۔

میں حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے تعویز دینے کو درست سمجھتا ہوں لیکن قرآن درست پڑھنے کی صورت میں آپ کو تعویز پہننا زیب نہیں دیتا۔ آپ ہر نماز کے بعد دَم کرسکتے ہیں یا دن میں کسی ایک وقت تسبیح کرکے سارا دن وہ پانی پی سکتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اسی بہانے آپ کی زبان سے اللہ پاک کا نام جاری ہوجائے گا۔ ایک بزرگ کے پاس ایک صاحب مسئلہ لے کر گئے انہوں نے کلام اللہ پڑھنے کی تاکید کی۔ دو ہفتے بعد وہ صاحب آکر کہنے لگے کہ کچھ فرق نہیں ہوسکا۔ انہوں نے بڑی اعلی

بات کہی کہ کیا یہ عطا کم ہے کہ اللہ پاک نے اپنا نام آپ کی زبان سے جاری کروادیا ہے اس کے علاوہ آپ کو اور کیا چاہیے۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے راستے پر چلائے آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ، سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلٰى اٰلِهٖ، وَاَصْحَابِهٖ، وَاَحْبَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

بیان ۶: خود سے ہو جانے والے مسائل

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ، شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ، خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ، سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَحْبَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اب کچھ بات اس پر کرتے ہیں کہ شیطانی اثرات نہ ہونے کے باوجود ہم مسائل سے کیوں دوچار ہوتے ہیں؟

اس کے لیے ہمیں کون سی احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہیں کہ ہم ان مسائل سے محفوظ رہ سکیں۔ احادیث سے ایسے بہت سے طریقے ثابت ہیں جو بہت صراحت کے ساتھ موجود ہیں۔ ان شاء اللہ، ہم جلد ہی کتابی صورت میں یہ تمام چیزیں نیٹ پر اپ لوڈ کردیں گے تاکہ آپ استفادہ کر سکیں۔

پچھلے صفحات میں ہم نے عبداللہ بن امر رضی اللہ عنہ سے ماخوذ روایت بیان کی تھی کہ وہ چھوٹے اور نادان بچوں کے گلے میں دعا تعویز کی صورت میں لٹکایا کرتے تھے جبکہ بالغ افراد کو سکھاتے تھے۔ اس روایت کی صحت کے حوالے سے سوال اٹھایا گیا ہے۔ سوال اٹھانے والے صاحب اہل حدیث مکتب سے ہیں اس لیے ان کو جواب بھی انہی کے علماء سے دیا جائے تو بہتر ہے۔

ناصر البانی صاحب کو مکتب اہل حدیث آج کا محدث اعظم تسلیم کرتے ہیں۔ انہوں نے اس روایت کو "حسن" کہا ہے۔ لیکن بن باز اسکو موضوع کہتے ہیں۔ اگرچہ دونوں اہل حدیث عالم ہیں۔ اہل حدیث مکتب کے البانی صاحب کے بارے میں ایک کتاب میں ، میں نے خود محدث اعظم کے الفاظ پڑھے ہیں انہوں نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔

ہمارے معاشرے کے تمام مکاتب فکر میں ایک ایسا طبقہ پایا جاتا ہے جو ہر اس بات سے کہ جو ان کی بنیادی سوچ و نظریات سے اختلاف رکھتی ہو ، وہ روایت چاہے حسن ہو یا ضعیف ،وہ اسے ماننے سے انکار کردیتے ہیں۔ جیسا کہ محدث عبدالرزاقؒ جن کا نام امام بخاریؒ کی مرتب کردہ احادیث میں ایک سے زائد جگھوں پر استعمال ہوا ہے۔ ان کی ایسی کئی روایات ہیں جن کی سند درست ہے لیکن اُن کو موضوع اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ وہ ہماری سوچ اور عقیدے سے اختلاف رکھتی ہیں۔ بلحاظ سند یہ روایت موضوع نہیں ہے ہاں البتہ اگر کسی کی سوچ اور عقیدے سے مطابقت نہیں رکھتی تو وہ پھر اسے رَد کردیتے ہیں یا اسے اپنا لیتے ہیں۔ ایسے افراد تمام مکاتب فکر میں پائے جاتے ہیں جو کہ اپنی سوچ اور عقیدے کے مطابق چیزوں کو اپناتے ہیں چاہے اس روایت کی سند درست ہو۔

اب موضوع کی جانب آتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ بعض اوقات کسی نے نہ تو جادو کروایا ہوتا ہے اور نہ ہی جنات پیچھے لگائے ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی حالات بدتر ہوتے ہیں ، رزق سے برکت اٹھ جاتی ہے ، لڑائی جھگڑے ختم ہونے کا نام نہیں لیتے۔ اس کی ایک مثال دی تھی کہ ایک بچی پر جن قابض تھا۔ اس بچی کو ایک بزرگ کے پاس لے جایا گیا تو انہوں نے قرآن پاک کی تلاوت کی جس سے وہ جِن چیخ اٹھا۔ بزرگ نے بچی کو تنگ کرنے کی وجہ دریافت کی تو اس جن نے کہا میں اس لڑکی کا عاشق ہوں اور اس کے غسل خانے میں رہتا ہوں۔ یہ دعا پڑھے بنا غسل خانے میں آیا کرتی تھی تو اسے دیکھ کر میں اس پر فدا ہوگیا۔

اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان کے پیچھے بہت بڑی حکمت ہے کہ بیت الخلاء جاتے ہوئے دعا پڑھیے تاکہ شیاطین سے انسان محفوظ رہے۔ کافر جنات ہمیشہ غلیظ اور بدبودار جگہوں پر رہتے ہیں اور گھر میں واش روم کے علاوہ ایسی کوئی جگہ نہیں ہوتی جہاں ان کو گندگی میسر ہو۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ خود بھی دعا پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی سیکھائیں تاکہ ان کی عادت پختہ ہوجائے۔ اگر آپ دعا یاد رکھنے سے قاصر ہیں تو آج کل بازار میں واش روم میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کی دعا والے سٹیکرز میسر ہیں ان کو دیوار پر چسپاں کردیں اور آسانی سے پڑھ کر داخل ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ آپ جب بیت الخلاء میں داخل ہوں تو بایاں پاؤں پہلے اندر رکھیں اور جب باہر نکلیں تو دایاں پاؤں پہلے باہر نکالیں۔فی الحال میری نظر سے ایسی کوئی حدیث نہیں گزری اور نہ ہی مجھے دعویٰ ہے کہ میں ہر حدیث پڑھ چکا ہوں۔

ایک اور نقطہ جس سے احباب کی کثیر تعداد ناواقف ہے اور یہ نقطہ ناصرف اہم ہے بلکہ بہت خطرناک بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب میاں بیوی

اپنے تعلقات کے سلسلے میں اکھٹے ہوتے ہیں تو اس کے لیے بھی ایک دعا بتائی گئی ہے۔ روایات سے علم ہوتا ہے کہ اگر یہ دعا نہ پڑھی جائے تو ان کے درمیان ایک یا ایک سے زائد شیطان جنات آجاتے ہیں اور آپکے درمیان آپکے علاوہ جان بھی شامل ہوتا ہے۔ ایک صحابی کی روایت میری نظر سے گزری ہے جس کی صحت کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے۔ ان رضی اللہ عنہ کی رائے ہے کہ جو بچے پیدائشی ہیجڑے پیدا ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ میاں کے ساتھ شیطان مل جاتا ہے اور وہ بچہ اصل میں شیطان کا ہوتا ہے۔ یہ بہت دلخراش معاملہ ہے۔ جب میاں بیوی کے درمیان شیاطین داخل ہوں تو ظاہر ہے کسی ایک پر اس کے بداثرات بھی لازمی مرتب ہوں گے۔ ایک دو ماہ قبل ایک کیس سامنے آیا جس میں بچے پر اثرات دیکھے گئے۔ تحقیق کے بعد بات سامنے آئی کہ جس وقت دونوں میاں بیوی آپس میں ملے اور اللہ پاک نے ماں کے رحم میں بچے کی پیدائش رکھی اس وقت ان کے ساتھ ایک شیطان موجود تھا جس کے بداثرات بچے پر بھی اثرا نداز ہوئے۔ میں نے ان کو لاحول کی تسبیح پڑھنے کو دی ہوئی ہے ان شاء اللہ بہت جلد یہ اثرات رفع ہوجائیں گے۔

یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں کسی حاسد نے آپ پر جادو وغیرہ نہیں کروایا ہوتا اور نہ ہی آپ کے پیچھے جنات لگائے ہوتے ہیں بلکہ یہ اثرات ہماری کوتاہی کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔

میں نے اس سلسلے میں ایک کتابچہ تیار کیا ہوا ہے ان شاء اللہ نیٹ پر آپ کو جلد دستیاب ہوجائے گا۔

ایک تیسرا اہم پہلو یہ ہے کہ جب آپ باہر سے گھر میں داخل ہوں تو باآوازِ بلند "السلام علیکم" کہیے۔ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو تب بھی سلام کرنا چاہئے۔ روایات (روایات سے مراد احادیث کے علاوہ اقوال صحابہ بھی شامل

ہیں) سے ثابت ہے کہ گھر کے دروازے کے دائیں طرف دو اچھی چیزیں اور بائیں طرف دو خبیث چیزیں موجود ہوتی ہیں۔ جب آپ السلام علیکم کہتے ہیں تو دو اچھی چیزیں آپ کے ساتھ اندر داخل ہوجاتی ہیں اور بُری چیزیں گھر سے باہر نکل جاتی ہیں۔ اللہ پاک کی طرف سے دو اچھی چیزیں آپ کی اور آپ کے گھر والوں کی محافظ ہوتی ہیں۔ بے شک سب اللہ پاک کے اذن سے ہوتا ہے لیکن یہ دنیا عالم اسباب ہے سو ہر کام کے لئے ایک سبب بنایا گیا ہے اور یہ اللہ کی طرف سے حفاظت کا ایک اہتمام ہے۔

اور جب آپ السلام علیکم نہیں کہتے تو دو اچھی چیزیں گھر سے نکل جاتی ہیں اور دو خبیث چیزیں آپ کے ساتھ گھر میں داخل ہوجاتی ہیں۔

مجھے آٹھ نو سال پرانا ایک واقعہ یاد آگیا۔ ایک مفتی صاحب کہتے ہیں کہ ان کے پاس میاں بیوی آئے اور انہوں نے کہا کہ ہماری آپس میں لڑائی بہت ہوتی ہے۔ مفتی صاحب نے ان کو ذکر اذکار اور وظائف دیے لیکن ان کو افاقہ نہ ہوا۔ ایک دن اچانک مفتی صاحب کو خیال آیا اور انہوں نے میاں سے پوچھا کہ جب آپ گھر میں داخل ہوتے ہیں تو کیا آپ سلام لیتے ہیں ؟ اس شخص نے کہا مجھے تو یہ علم ہی نہ تھا کہ گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام لینا چاہیے۔

مفتی صاحب نے ان کو تاکید کی کہ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام لازمی کریں اور اگر آپ سلام لینا بھول جائیں تو یاد آنے پر دوبارہ سے باہر جاکر اندر آتے ہوئے سلام لیں اور ایک دو ہفتے کے بعد آکر صورتحال سے آگاہ کریں۔ وہ شخص مقررہ مدت کے بعد واپس آیا اور اس نے لڑائی ختم ہونے کی نوید سنائی۔ اس نے بتایا کہ ایک دن میں سلام لیے بنا اندر داخل ہوگیا تو مجھے اپنی بیوی کو دیکھ کر شدید غصہ آگیا لیکن یاد آنے پر میں دوبارہ

گھر سے باہر گیا اور سلام لے کر اندر داخل ہوا تو وہی بیوی جس پر مجھے تھوڑی دیر قبل شدید غصہ آرہا تھا ،وہ مجھے اچھی لگنے لگی۔

مفتی صاحب نے کہا کہ اصل میں بات یہ ہے کہ جب آپ سلام لیے بنا اندر جاتے تھے تو دو خبیث چیزیں آپ کے ساتھ اندر داخل ہوجاتی تھیں اور وہ آپ میاں بیوی کی لڑائی کرواتی تھیں۔ ان کی لڑائی کے پیچھے بھی جادو ٹونہ کارفرما نہیں ہے بلکہ ایک کوتاہی تھی جب اسے دور کیا گیا تو معاملہ اللہ کی رحمت سے سلجھ گیا۔ اس لیے جب گھر کے اندر داخل ہوں تو السلام علیکم ضرور کہیں۔

اسی طرح کھانا بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھائیں۔ روایات سے ثابت ہے کہ بائیں ہاتھ سے کھانا شیاطین کھاتا ہے۔ روایات سے پتا چلتا ہے کہ ہر گھر کی چھت پر جنات کا ایک خاندان آباد ہوتا ہے۔ آپ دائیں ہاتھ سے بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھاتے ہیں تو آپ سیر ہوجاتے ہیں جبکہ اگر بسم اللہ پڑھے بنا بائیں ہاتھ سے کھائیں تو کھانے کی مقدار زیادہ بھی ہو تب بھی آپ کا پیٹ بھوکا رہتا ہے۔ احادیث اور دیگر روایات سے علم ہوتا ہے کہ جنات کی خوراک ہمارا بچا ہوا کھانا ہے یعنی اگر ہم بسم اللہ پڑھے بنا گوشت کھاتے ہیں تو اس کی بچی ہوئی ہڈی شیاطین اور کفار جنات کی خوراک ہے۔ اگر ہم کھانا بسم اللہ پڑھ کر کھاتے ہیں اور ہڈی پھینکتے ہیں تو اسے مسلمان جن کھائیں گے۔

اس لیے جس گھر میں لوگ بسم اللہ پڑھے بنا کھانا تناول کرتے ہیں یا بائیں ہاتھ سے کھاتے ہیں تو اس گھر کے کھانے سے برکت اٹھ جاتی ہے اور رزق کی کمی واقع ہوجاتی ہے ، گھر میں لڑائی جھگڑے ہونے لگتے ہیں۔ کفار جنات شرارت نہ بھی کریں تب بھی ان کی موجودگی کے بداثرات گھر پر

موجود ہوتے ہیں۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ان چھوٹی ، چھوٹی لیکن بنیادی باتوں کا ملحوظ خاطر رکھیں۔

روایات سے ثابت ہے کہ رات کے وقت جنات پوری طاقت کے ساتھ لوگوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ اس لیے تلقین کی گئی ہے کہ سورج غروب ہونے سے لے کر طلوعِ آفتاب تک گھر سے نہ نکلا جائے اور اگر باہر جانا بہت ضروری ہو تو گروہ کی صورت میں باہر نکلیں۔ گروہ میں کم سے کم تعداد تین افراد کی بتائی گئی ہے۔ موجودہ دور میں بہت سی ملازمتیں ایسی ہیں جن سے واپسی رات آٹھ نو بجے ہوتی ہے اب یہ ایک بشری مجبوری ہے لیکن دوسری طرف ہماری نااہلی ہے کہ آج کل شادی بیاہ کی تقریبات رات کے وقت منعقد کی جاتی ہیں جن میں خواتین بھڑکیلے لباس پہن کر ،میک اپ اور زیورات سے لدی پھدی ، بال پشت پر بکھرائے، خوشبوئیں لگائے شرکت کرتی ہیں اور یہ بات میرے تجربات و مشاہدات میں آئی ہے کہ خواتین کے کھلے بالوں میں شیاطین بہت جلد حملہ کرتے ہیں اس کے علاوہ اگر خوشبوئیں بھی لگائی ہو اور بھڑکیلے لباس پہنے ہوں ، وقت بھی رات کا ہو جب مردوں کو گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا گیا ہے تو بتائیے خواتین جنات کے شر سے کیسے محفوظ رہ سکتی ہیں؟

میرے ایک عالم دین دوست ہیں جو قرآن و سنت کی روشنی میں لوگوں کو مشورے دیتے ہیں اور ان چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں جو شریعت سے متصادم ہوں۔ ان کے پاس ایک خاتون کا کیس آیا جن پر پانچ چھ جنات بیک وقت حملہ آور تھے۔ بالکہ وہ تو کہتے تھے کہ مجھے تو لگتا ہے کہ اسلام آباد میں ہر لڑکی کے ساتھ چھ سات جنات بیک وقت ہوتے ہیں۔ مگر یہ لڑکوں کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ میرے ایک قریبی عزیز ہیں جو کہ بتاتے ہیں کو دو جن خواتین باقاعدہ اس کے سامنے آ گئی تھیں اور اس سے گفتگو بھی کی۔

کچھ تو ضروری معاملات ہیں جیسا کہ عشاء کی نماز کے لئے جانا ہے یا کوئی اور ضروری کام ہے تو وہ تو ایک الگ بات ہے مگر غیر ضروری جانے سے منع کیا ہے۔ اسی طرح جن افراد کی نوکریوں یا کام کے اوقات ایسے ہیں کہ ان کو رات کے آٹھ نو بجے چھٹی ہوتی ہے اور اس کے بعد ٹریفک سے نکلتے ہوئے وہ گھر ساڑھے دس ، گیارہ بجے پہنچتے ہیں۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے ؟

اس کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ انسان ہمہ وقت ذکر میں مصروف رہے۔حدیث کی رُو سے سب سے افضل الذکر "لاالہ الا اللہ " ہے۔آپ گھر سے نکلیں ہیں تو بسم اللہ پڑھکر لاالہ لاالہ الا اللہ کا ورد کرتے جائیں۔

تمام اذکار میں اور خاص طور پر لاالہ الا اللہ کے ذکر کو افضل قرار دیا گیا ہے تو اس میں اسقدر روحانی طاقت موجود ہے کہ اگر آپ پر شیاطین حملہ آور ہوں تو وہ پسپا ہوجائیں گے یا پھر جل کر خاک ہوجائیں گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان کے لیے اس قدر آسانی رکھی ہے کہ وہ محض یہ ذکر پڑھ کر اپنے آپ کو تمام تر شیاطین سے محفوظ رکھ سکتا ہے جبکہ ہم نے اپنے لیے زندگی کو بہت پچیدہ بنالیا ہوا ہے۔ کبھی فلاں کے پاس کالے بکرے لے کر جارہے ہیں ، سفید سینگھ والے ہی بکرے چاہیں ، پہاڑی پر جاکر تعویز لکھنا ہے یا تعویز کو دریا میں بہنا ہے وغیرہ ، وغیرہ۔

جس گھر میں قرآن پاک کی تلاوت اور نماز کی آواز گونجتی ہو ،بھجن اور خرافات نہ ہوں اور اگرموجود ہوں بھی تو بہت کم اور اس کے مقابلے میں کلام اللہ ، ذکر اللہ زیادہ ہو تو اس گھر اور اس کے اہل خانہ کو شیاطین تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔

اس لیے ضروری ہے کہ آپ باوضو ہوکر اللہ کے ذکر میں مشغول رہیں۔ فرض کریں اگر آپ کا وضو نہیں ہے لیکن آپ کو قرآن پاک کی صورتیں زبانی یاد ہیں تو آپ بنا وضو بھی زبانی قرآن پڑھ سکتے ہیں لیکن قرآن پاک کو جب ہاتھ لگائیں تو آپ کا باوضو اور پاک ہونا ضروری ہے۔ ہمارا دین آسان ہے اور اہم بات یہ ہے کہ ہم اسے آسان سمجھیں۔ ایسا نہیں کہ اگر اللہ کا نام بھی لینا ہے تو آپ وضو کر کے آئیں۔ احسن یہ ہے کہ آپ باوضو ہوکر زبانی پڑھیں لیکن اگر وضو نہ بھی ہوتو پڑھنے میں قطعی ممانعت نہیں ہے۔

دوسرا ایک مسئلہ یہ ہے کہ اکثر ہمارے سے ایسے کفریہ کلمات سر زد ہو جاتے ہیں کہ ہم پکڑ میں آ جاتے ہیں۔ چھ سات سال قبل کا مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا۔ ان دنوں ایک انڈین گانا جو کفریہ کلمات پر مبنی تھا یونیورسٹی کے ہر دوسرے بچے کی زبان پر تھا۔ میرے ایک دوست ہیں جو اب بیرون ملک چلے گئے ہیں تو انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ میں تو اس سے منع کروں گا۔ بلکہ ایک مرتبہ میں نے جب ایک بچے کو منع کیا تو اس نے کہا سر جی! ہم اسے دل سے تسلیم نہیں کرتے (sir we don't mean it)۔

آپ کے علم میں ہوگا احادیث کی روشنی میں ایمان کے تین جزو ہیں؛ زبان سے تسلیم کرنا ، دل سے ماننا اور عمل سے ظاہر کرنا۔ ان تینوں درجات میں سے ایک کی آپ نے نفی کردی کیونکہ آپ نے زبان سے ان کا ادا کردیا۔ جیسا کہ ایک کافر دوستی کا دم بھرتے ہوئے لاالہ پڑھ لے تو وہ حلقہ اسلام میں داخل نہیں ہوجائے گا کیونکہ اس نے کلمہ محض زبان سے ادا کیا ، اسے دل سے تسلیم نہیں کیا لیکن حدیث کے مطابق اس نے ایمان کا ایک پہلو ضرور پورا کرلیا۔ اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ کلمات پر غور کریں اور ایک محتاط طرزِ عمل اپنائیں۔

ہم نے ایسے خاندان بھی دیکھے ہیں جن کے باپ بیٹے آپس میں بیٹھے جگت بازی میں ماں بہن کی گالیاں نکال رہے ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں چھوٹے، چھوٹے بچے گالیوں کے اس درجہ عادی ہوچکے ہیں کہ ان کے لیے گالی نکالنا ایک معمول کی بات ہے اور والدین اس بات کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ زبان کی طہارت و پاکیزگی کا خیال نہیں رکھا جاتا۔

اللہ کے حبیب ﷺ کا فرمان ہے کہ مومن فحش نہیں بکتا۔

الحمدللہ میں گانے نہیں سنتا لیکن گاڑی جب اشارے پررکتی ہے تو ساتھ کھڑی گاڑیوں میں سے کسی میں کوئی اونچی آواز میں خرافات و کفریہ کلمات پر مبنی گانے لگے ہوتے ہیں۔ میری رائے میں کفریہ کلمات سننا بھی جائز نہیں ہے اور اگر کوئی شخص ایسے کلمات پر مبنی گانا گارہا ہے تو اسے بھی تجدید ایمان کی ضرورت ہے۔ اسی تناظر میں مجھے ایک روایت یاد آگئی جسکا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص صبح مسلمان ہوگا لیکن شام کو مسلمان نہیں رہے گا۔

مجھے اس روایت کی اب سمجھ آئی ہے کہ ایک شخص جب دن میں پانچ بار نماز میں شہادت دیتا ہے تو اس کا پانچ بار تجدید ایمان ہوجاتا ہے۔ اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ اگر وضو ہے تو بھی ہر نماز کے وقت تازہ وضو کریں تاکہ اگر کوئی کوتاہی ہوئی تو وہ اللہ کے فضل سے معاف ہو جائے۔ اب اگر آپ نماز کے بعد گاڑی میں بیٹھتے ہیں اور آپ کو گانے سننے کا شوق ہے تو ایسے کفریہ کلمات پر مبنی گانے سننے سے ایمان سے خارج ہوجاتے ہیں۔ اب عصر کی نماز کے وقت آپ نے وضو کرکے پھر شہادت دی اور آپ دوبارہ سے مسلمان ہوگئے۔ مجھے اس روایت کی ایک تفسیر یہ بھی معلوم ہوتی ہے۔

دو باتیں مدِ نظر رکھیں کفر سرزد ہونا اور کافر ہونا دو الگ ، الگ باتیں ہیں۔ کچھ معاملات ایسے ہیں جن میں کفرسرزد ہوتا ہے جبکہ کچھ معاملات میں کافر ہونا پایا جاتا ہے۔ یہ ایک بہت طویل موضوع ہے اس پر کسی وقت بات کریں گے۔

ہمارے معاشرے میں اکثر افراد دورانِ تکلیف یا کسی مشکل کے بہت کفریہ کلمات کہہ جاتے ہیں کہ اللہ ہمارے ساتھ ہی تم نے یہ کیوں کیا ؟ میں نے کیا بگاڑا ہے یا میرا کوئی نہیں ہے اور اللہ بھی نہیں ہے استغفراللہ؟ وغیرہ ، وغیرہ۔۔۔

مجھے بتائیے نعوذ باللہ آپ اللہ کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں؟

ہماری ایک عزیزہ ہیں ان کا اپنے شوہر کے ساتھ کچھ جھگڑا ہوا تو انہوں نے ہمسائیوں کے گھر میں جا کر یہ کہا "کہ میرا کوئی بھی نہیں ہے ،میرا اللہ بھی نہیں ہے" جب مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں نے ان کو اپنی رائے بتائی کہ آپ کو تجدید ایمان اور نکاح دوبارہ کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے میری بات کو چنداں اہمیت نہ دی لیکن وہاں بیٹھی ایک خاتون اسلام آباد کے ایک معروف مفتی کی شاگردہ تھیں۔ انہوں نے یہ سن کر اپنے استاد کو فون کیا اور سارا معاملہ کہہ سنایا۔ مفتی صاحب نے کہا کہ ندیم صاحب ایک بات بھول گئے ہیں یا پھر وہ جانتے نہیں ہیں کہ ان خاتون کو تجدید ایمان ، صلوۃ توبہ اور اس کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت ہے۔

تجدید ایمان کلمہ پڑھکر اور صلوۃ توبہ نفل پڑھ کر ادا ہوجاتی ہے۔ اب وہ تجدید نکاح کو لے کر پریشان ہوگئے کہ اب دوبارہ سے نکاح خواں اور گواہان کو بلایا جائے گا۔ میں نے ان کو بتایا کہ اس کی ضرورت نہیں ہے بلکہ میاں بیوی خاندان کے دو افراد کو بٹھائیں اور میاں اپنی بیوی کو پوچھے کیا تم میرے نکاح میں ہو؟ بیوی تین بار اقرار کرلے تو تجدید نکاح ہوجائے گا۔

اصل میں میاں بیوی کے جھگڑوں میں خواتین سے کفریہ کلمات سرزد ہونے کا رجحان مردوں کی نسبت ذرا زیادہ ہے۔ ہندوستان کے ایک مفتی کا بیان کردہ ایک واقعہ یاد آگیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک میاں بیوی میں شدید نوعیت کے جھگڑے ہوتے تھے۔ انہوں نے ذکر ، وظائف ، دَم سب کرکے دیکھ لیا لیکن ان میاں بیوی میں اتفاق نہ پیدا ہوسکا۔ ایک دن ان کے ذہن میں اچانک ایک خیال اللہ کے اذن سے پیدا ہوا انہوں نے فون کرکے دونوں میاں بیوی کو اپنے پاس بلا لیا۔ اپنے مدرس کے دو بالغ طالب علم بلائے اور ان میاں بیوی کو تجدید ایمان کروایا اور کلمے پڑھوا دیے اس کے بعد ان دو طالب علموں کے ہوتے ہوئے تجدید نکاح کروایا۔ ان دونوں کو ایک تسبیح دیکر تمام تر فرائض و واجبات پر عمل کرنے کی ہدایت کی۔ ایک ڈیڑھ ہفتہ بعد ان میاں بیوی کا پیغام آیا کہ وہ ایک ساتھ بہت خوشگوار انداز میں جی رہے ہیں۔

مفتی صاحب کہتے ہیں کہ تب مجھے علم ہوا کہ ان دونوں میں سے کسی ایک نے لڑائی کے دوران دوسرے کو کفریہ کلمہ کہا ہوا تھا اور وہ اس قدر سخت کلمہ تھا کہ تجدید نکاح لازم ہوگیا تھا۔ یہ دونوں میاں بیوی تجدید نکاح کے بغیر اکھٹے رہ رہے تھے اس لیے ان کی زندگی میں بےبرکتی پیدا ہوگئی تھی۔

پچھلے صفحات میں میں نے قرآن سے آپ کو وضاحت دی تھی کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے جب تک اللہ کا اذن نہ ہوگا تب تک جادو اثر انداز نہیں ہوگا ، اللہ پاک اپنے نیک بندوں کو جادو سے محفوظ رکھتا ہے شیاطین ان کو بہکا نہیں سکتے۔ اس کے علاوہ ایک تیسری بات میں نے یہ کہی تھی کہ انسان شیاطین سے زیادہ طاقت ور اور مضبوط ہے۔ ہم نے اپنے اوپر ان کا خوف مسلط کیا ہوا ہے جبکہ حقیقت میں وہ انسان سے خوف زدہ ہیں۔

شیاطین کو ہم پر حملہ آور ہونے کے موقعہ مندرجہ ذیل حالات میں ملتے ہیں۔

- اول: جب ہم شدید خوف کے عالم میں ہوں۔
- دوئم: شدید مایوسی کا شکار ہوں۔
- سوئم:شدید غصے میں ان کو موقع ملتا ہے۔
- چہارم: شہوت میں وہ حملہ آور ہوتے ہیں۔
- پنجم: غفلت کے شکار انسان کو دبوچنے میں موقع ملتا ہے

یہ وہ پانچ موقعے ہیں جن میں شیاطین انسان پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ ان پانچ موقعوں کے علاوہ بھی کوئی موقع ہے تو وہ میرے علم میں نہیں ہے لیکن اللہ پاک بہتر جانتے ہیں۔

ہمارا ایمان اتنا مضبوط ہونا چاہیے کہ ہمیں خوف و مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ہمارے دین اسلام میں غصے کو حرام قرار دے دیا گیا ہے اور یہ واحد حرام چیز ہے جسے پینا حلال ہے۔ غفلت سے بھی بچنا چاہیے جبکہ شہوت کا معاملہ زیادہ گھمبیر ہے کہ جب میاں بیوی آپس میں ملیں تو ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ فورا غسل کرلیں بجائے اس کے کہ ساری رات اسی حالت میں رہیں اور سوچیں کہ صبح فجر کے ساتھ غسل کر لیں گے۔ میاں بیوی اکھٹے نہیں ہوتے تو بھی کوشش کریں کہ آپ وضو میں رہیں اور سونے سے پہلے وضو کر کے سوئیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔

مندرجہ بالا چیزیں جو میں نے آپ کے گوش گزار کی ہیں ، اس میں قصوروار ہماری اپنی ذات ہے۔ ہم پر نہ کسی نے جادو ٹونہ کروایا ہوتا ہے اور نہ جنات ہماری راہ میں حائل ہوتے ہیں اور نہ ہی بندش کروائی گئی ہوتی

ہے۔ یہ حالات انسان کی کم علمی اور لاپرواہی کے نتیجے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ایمان کو کامل کرے اور ہمیں تمام تر شیاطین اور آفات سے محفوظ رکھے آمین۔

وَصَلَّى اللهُ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ، سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ، وَعَلىٰ اٰلِهٖ، وَاَصْحَابِهٖ، وَاَحْبَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ، بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ